رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۶۷
الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون
دستم بگیر سید و سلطان اولیا
سوئم نگر تو بہر خدا جان اولیا
نقش تو بہتر است ز صد تاج خسروی
خاک در تو سرمہ چشمان اولیا
ماہنامہ
لاہور
سلطان المشائخ
بیادگار شیخ المشائخ حضرت قبلہ سید شاہ علی حسین
ایڈیٹر سید عبداللطیف شاہ لطیف بخاری
قیمت
فی پرچہ ۳ آنے
چندہ سالانہ
دو روپے
سجادہ نشینان اور خلفا و رؤسا سے گیارہ روپے
مینیجر دفتر رسالہ سلطان المشائخ لاہور

"کمزوری دل و دماغ کمزوری اعصاب والوں کو دوبارہ جوان بنانیوالی اکسیر"
(رجسٹرڈ)
سہراب
جو نایاب جڑی بوٹیوں اور بیش قیمت ادویات سے سائنٹفک طریقہ پر تیار کیا جاتا ہے جو
دائمی قبض۔ ریاح۔ بواسیر کو ہمیشہ کیلئے مٹاتا ہے۔ کمزوری دل و دماغ۔ کمزوری اعصاب۔
ضعف جگر کو دنوں میں وہ طاقت بخشتا ہے۔ جو دوسری ادویات سے
مہینوں میں حاصل ہوتی ہے۔ خون کی پیدائش بڑھاکر خون کو صاف کرتا ہے پھوڑے
پھنسی کیل۔ چھائیاں۔ آنکھوں کی زردی کو دور کرکے جسم کو مثل فولاد۔ چہرے کو عناب کیطرح
سُرخ کرتا ہے۔ قوت مردمی کیلئے خاص تحفہ ہے۔ جریان۔ احتلام کو جڑ سے مٹاتا ہے۔ بخار کی بعد
کی کمزوریوں کو دور کرکے جادو اثر طاقت پیدا کرتا ہے۔ ہر شہر میں ہر معزز دوافروش
سے مل سکتا ہے:
قیمت فی شیشی دو اونس ۱۰/ ۴۔ اونس ۱/۴ ۸۔ اونس ۲/
تیار کردہ ریگل کیمیکل ورکس (رجسٹرڈ) فیکٹری ایٹ گولڑہ شریف ضلع راولپنڈی

کا نو ریہ چشتیہ نظامیہ صابریہ سہروردیہ نقشبندیہ مجددیہ منعمیہ نوشاہیہ فاضلیہ و اشرفیہ کا واحد آرگن

سلطان المشائخ ہے معین الدین چشتی کا — فیض ہے اس کی بلندی اور پستی کا

حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و صحابہ کبار و اولیاء کرام صوفیائے عظام رضوان اللہ علیہم

شاہ جیلاں یمن ہے سر رسالہ

ہو المعین

جلد ۱۴

سنہ ۱۳۶۱ھ

ربیع الثانی

تمام دنیا کے اسلامی رسالوں کا سرتاج

فرید دو جہاں کے فیض کا ادنیٰ کرشمہ ہے — زمین آسمان میں حسن محبوب الٰہی ہے

رسالہ سلطان المشائخ لاہور

ہو المحبوب

نمبر ۴

سنہ ۱۹۴۲ء

اپریل

دیکھا فیضے میں مجلوہ الٰہی نے نگاہوں میں — نظام الدین سلطان المشائخ کا گدا ہوں میں

حضور غوث الاعظم نمبر

سلام بحضور غوث الاعظم محبوب سبحانی غوث الصمدانی شہباز لامکانی رحمۃ اللہ علیہ

السلام اے غوث اعظم دستگیر بیکساں
السلام اے عبد القادر نام و محی الدین لقب
السلام اے تاج محبوبی حق زیب سرت
السلام اے بادہ نوش حب و وصل عشق حق

السلام اے قطب عالم پیر پیران زماں
السلام اے شاہ جیلاں افتخار انس و جاں
السلام اے کردہ زیر غلو اغواز شاں
فیضیاب از فضلہائے گشتہ زمین و آسماں

السلام اے حاکم و مختار ایام و شہود
السلام اے سید و سلطان ملک دلبری
السلام اے راز دار و واقف سر الست
السلام اے آنکہ از جذب کراماتت شدند

السلام اے مرجع ہر سالک ہر دور زماں
اے قدومت بر سر کل اولیاء استاں
السلام اے در نگاہت شکل یکذرہ جہاں
معجزات احمدی بار دگر جلوہ کناں

السلام اے ہمیشل محبوب اللہ قدیر
قادری بر جملہ ملک عاشق خود بیگماں

حجازی سٹیم پریس بیرون موری دروازہ لاہور میں باہتمام سید محمد قادری اشرفی چشتی نظامی خلیفہ حضرت قبلہ سید علی حسین پرنٹر و پبلشر نے چھپوا کر دفتر رسالہ سلطان المشائخ بیرون موری دروازہ لاہور سے شائع کیا

سوانح حیات

حضور غوث الاعظم محبوب سبحانی قطب ربانی شہباز لامکانی محی الدین عبد القادر جیلانی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا — اونچے اونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا
کیسے دے حسب حیات کا ہو حجیبہ تیرا — شر کو خطرے میں لاتا نہیں کتا تیرا
تو حسینی حسنی کیوں نہ محی الدین ہو — اے خضر مجمع بحرین ہے چشمہ تیرا
قسمیں دے دے کے کھلاتا ہے پلاتا ہے تجھے — پیارا اللہ ترا چاہنے والا تیرا
کیوں نہ قاسم ہو کہ تو ابن القاسم ہے — کیوں نہ قادر ہو کہ مختار ہے بابا تیرا
نبوی مینہ علوی فصل بتولی گلشن — حسنی پھول حسینی ہے مہکنا تیرا
نبوی ظل علوی برج بتولی منزل — حسنی چاند حسینی ہے اجالا تیرا
نبوی خور علوی کوہ بتولی معدن — حسنی لعل حسینی ہے تجلا تیرا
اس نشانی کے جو سگ ہیں نہیں مارے جاتے — حشر تک میرے گلے میں رہے پٹہ تیرا
میری قسمت کی قسم کھائیں سگان بغداد — ہند میں بھی ہوں تو دیتا رہوں پہرا تیرا
تیری عزت کے نثار اے مرے غیرت والے — آہ صد آہ کہ یوں خوار ہو بردہ تیرا
بد سہی چور سہی مجرم ناکارہ سہی — اے وہ کیسا ہی سہی ہے تو کریما تیرا

ہاں رضا تو نہ بلکہ تو نہیں جید تو نہ ہو
سید جید ہر دہر ہے مولا تیرا

حضور غوث اعظم کی ولادت اور اولیاء متقدمین کی پیشگوئی

اگر دنیا کا یہ طریقہ ہے کہ کسی جلیل و عظیم ہستی کے آمد کی اطلاع بہت پہلے مل جاتی ہے اور اکثر سال ڈیڑھ سال پیشتر اس کے استقبال کی تیاریاں شروع ہو جاتی ہیں۔ پھر کیونکہ ممکن تھا کہ ایسی رفیع المراتب و عظیم الکمال شخصیت دنیا کا نقش و رنگ بدلنے کے لئے کتم عدم سے پردہ وجود پر رونما ہونے والی ہو اور باطنی دنیا میں اس کی آمد آمد نے ایک ہنگامہ عمل بپا نہ کر دیا ہو اور باطنی دنیا کے مکینوں اور علوم باطن کے فاضلوں کو اس کا علم ہو گیا چنانچہ اس غوثیت و قطبیت صمدیت کے مسعود کے متعلق علمائے باطن نے جو پیشین گوئیاں بیان کی ہیں۔ ان کا ایک اجمالی خاکہ ہم یہاں پیش کرنا چاہتے ہیں۔

رمضان المبارک ۴۷۱ھ ہجری میں جبکہ آپ کی ولادت میں ہنوز نصف قرن کی مدت باقی تھی۔ شیخ ابو محمد الطائی کے بیان کے مطابق شیخ ابو بکر حماد نے ایک جلسہ میں اپنے تلامذہ کے سامنے یہ ارشاد فرمایا کہ:

وہ زمانہ اب قریب ہے کہ عراق میں ایک عارف اعظم پیدا ہو گا۔ جن کا اسم گرامی عبد القادر اور لقب محی الدین ہو گا۔ اور وہ اپنے کارناموں سے ایک انقلاب عظیم پیدا کر دے گا۔ (اذکار الابرار)

حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمۃ کا زمانہ تو آپ سے دو صدی پہلے کا زمانہ ہے ایک جمعہ کو آپ نے مراقبہ سے سر اٹھایا تو ان کی زبان مبارک پر یہ الفاظ تھے۔ قدمہ علیٰ رقبتی قدمہ علیٰ رقبتی۔ اس کا کیا مفہوم مطلب تھا آپ نے فرمایا مجھے یکایک علم ہوا کہ آخر صدی پنجم میں ایک بزرگ کا ظہور ہو گا جن کا لقب عبد القادر ہو گا۔ گیلان میں پیدا ہوں گے۔ بغداد میں فروکش رہیں گے

اسی طرح حضرت شیخ منصورؒ نے ایک جلسہ میں فرمایا۔ کہ لوگو منتظر رہو۔ کہ اس ملک میں ایک مرد جلیل پیدا ہونے والا ہے جس کا نام عبد القادر ہو گا۔ اور میں تمہیں یہ بھی بتائے دیتا ہوں کہ اس وقت تمام دنیا کے اندر مرتبہ و کمال میں اس کا ہمسر و ثانی نہ ہو گا تم میں سے جو کوئی بھی اس کے زمانہ تک زندہ رہے اسے چاہئے کہ وہ اس بزرگ کے ادب و احترام میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھے اور اس کی تعظیم ہر طرح سے ملحوظ رکھے۔

شیخ منصور بہت بڑے اور صاحب تصرف بزرگ تھے۔ اور مادر زاد ولی تھے اور عراق کے مشہور اولیا کبار مشائخ میں شمار ہوتے تھے۔

حضرت امام عسکری نے تو اپنے وصال کے وقت اپنا سجادہ اپنے ایک خاص مرید کے سپرد کر کے یہ وصیت فرمائی کہ اسے پوری طرح محفوظ رکھا جائے۔ اور اگر تمہاری زندگی وفا نہ کرے تو تم اپنے کسی معتمد کے حوالے کر کے تاکید کر دینا کہ وہ یہ سجادہ شیخ العالم سرکار عبد القادر کے سپرد کر دے جو پانچویں صدی ہجری کے اواخر میں پیدا ہوں گے کیونکہ یہ سجادہ انہی کے لئے ہے۔ چنانچہ شوال ۴۹۷ھ میں ایک عارف وقت نے حاضر ہو کر یہ سجادہ آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ اور عرض کی کہ یہ آپ کی امانت ہے جو ایک مدت سے برابر منتقل ہوتی چلی آ رہی ہے۔

سیدنا شیخ ابو بکر بن ہوار کردی نے ایک سے زیادہ بار اپنی مجالس میں فرمایا تھا کہ اوتاد عراق آٹھ بزرگوں پر مشتمل ہے۔ حضرت معروف کرخی۔ حضرت بشر حافی۔ حضرت سری سقطی۔ حضرت جنید۔ حضرت منصور بن عمار۔ حضرت سہل بن عبد اللہ تستری۔ حضرت ابن حنبل اور حضرت عبد القادر جیلانی رحمہم اللہ اجمعین۔

ایک دفعہ حضرت شیخ ابو محمد شنبکی سے دریافت کیا کہ حضرت سات بزرگوں کے نام ہم نے سنے ہیں اور ہم ان کے حالات سے بھی واقف ہیں۔ لیکن یہ آٹھویں بزرگ کون صاحب ہیں۔ فرمایا وہ عجمی ہوں گے۔ اور اپنے عہد کے اور بعد کے ادوار کے تمام اولیاء و اقطاب کے سردار ہوں گے۔ بغداد میں ان کا دربار گرم ہوگا۔ اور پانچویں صدی کے اواخر میں جلوہ گر ہوں گے۔

حضرت شیخ عقیل منبجی رح نے منبج میں بہت مدت قبل عام اعلان کر دیا تھا کہ اواخر صدی پنجم میں عراق کے اندر ایک غوث وقت پیدا ہوگا جن کا اسم گرامی عبد القادر اور لقب محی الدین ہوگا۔ اللہ کے بندے اس کے اقتدا میں ہوں گے اس کے تصرفات وصال کے بعد بھی اسی شان سے جاری رہیں گے۔ اور وہ اقطاب، ابدال، اولیاء و مشائخ کی بزم رفیع کے صدر ہوں گے۔

شیخ ثالث حضرت عبد اللہ جلی نے بھی ایسی ہی پیشگوئی کی تھی۔ اور بھی بہت سے بزرگوں نے اسی قسم کی بشارتیں فرمائی تھیں۔

حضور غوث پاک رض کے والد ماجد حضرت ابو صالح رح کا عقد

آپ کے والدین بھی رحمت کرم ایزدی کے زندہ مظاہر تھے اور نہایت شان و تمکنت سے زندگی بسر کرتے تھے۔ کہ عالم ملکوت تک سے ان پر انوار و تجلیات کی بارش ہوتی رہتی تھیں۔ آپ کے والد کا نام ابو صالح تھا۔ ایک دن دریا کے کنارے آپ سیر کر رہے تھے کہ ایک سیب بہتا ہوا نظر آیا آپ نے اسے اٹھا کر کھا لیا یکایک خوف خدا کا غلبہ ہوا اور خیال آیا کہ اس کے مالک کو تلاش کر کے یہ سیب بخشوانا چاہئے چنانچہ بہت تلاش کے بعد آپ حضرت عبد اللہ صومعی کے جن کے باغ سے ٹوٹ کر یہ سیب دریا میں آیا تھا آپ انکی خدمت میں پہونچے اور تمام ماجرا بیان کر کے معافی طلب کی۔ حضرت عبد اللہ بھی بڑے بزرگ تھے۔ سنتے ہی سمجھ گئے کہ یہ شخص بڑی چیز ہے فرمایا جناب آپ نے میرے باغ کا سیب میری اجازت کے بغیر کھا لیا ہے۔ وہ نہ تو تمہارے لئے حلال تھا۔ اور نہ میرے معاف کئے بغیر حلال ہو سکتا ہے اور اگر تمہاری خواہش یہی ہے کہ میں تمہیں معاف ہی کر دوں تو بارہ برس میری خدمت میں رہو اس کے بعد میں معاف کر دوں گا۔ آپ بلا عذر بارہ سال خدمت میں مصروف رہے۔ اس مدت کے گذرنے کے بعد سید عبد اللہ رح نے فرمایا کہ ایک خدمت اور ہے اس کے انجام پذیر ہونے کے بعد معاف کروں گا۔ اور وہ یہ ہے کہ تم میری لڑکی سے نکاح کر لو اور اس کے بعد بھی دو برس میری خدمت میں رہو۔ مگر یہ سن لو کہ لڑکی میں چار عیب ہیں۔ (۱) یہ کہ وہ آنکھوں سے اندھی ہے (۲) یہ کہ کانوں سے بہری ہے (۳) یہ کہ وہ ہاتھوں سے لنجی ہے (۴) یہ کہ وہ پاؤں سے لنگڑی ہے۔ اس سے میں تمہارا نکاح کرنا چاہتا ہوں۔ اور دو برس کی مزید خدمت اس لئے مقرر کرنا چاہتا ہوں کہ اس مدت میں اپنے نواسے کو آنکھوں سے دیکھ لوں۔ پھر تمہیں اختیار ہوگا جہاں تمہارا دل چاہے چلے جاؤ۔ اور چاہو تو مناسب سمجھ کر رہو۔

آپ کو خوشنودی رب قدیر کے لئے سیب بخشوانے کا اتنا اضطراب تھا کہ آپ نے یہ دونوں شرطیں بھی منظور کر لیں اور آپ کا نکاح ہو گیا۔ حجلہ عروسی میں پہونچے تو آپ یہ دیکھ کر انگشت بدنداں رہ گئے کہ دلہن نہ صرف تمام اعضا سے صحیح و تندرست ہے۔ بلکہ وہ قیامت خیز حسن و جمال کی حامل ہے کہ جس کے سامنے چودھویں رات کے چاند کی ضیا پاشیاں بھی گرد ہیں۔ الغرض ایک شان تو آپ نے یہ ملاحظہ کی کہ چودہ برس کی خدمت منظور کر لی۔ اور ایک بظاہر سراپا عیوب لڑکی سے شادی منظور کر لی دوسری دلفریب شان بھی دیکھئے کہ آپ نے بتائے ہوئے حلیہ کے خلاف جو پایا تو رات کو اس خیال سے قطعی کنارہ کش رہے کہ مبادا یہ کوئی اور لڑکی ہو کہ اس میں وہ باتیں سرے موجود نہیں کہ جو نکاح سے پیشتر مجھے بتائی اور مجھ پر ظاہر کی گئیں تھیں۔ دوسرے روز سید عبد اللہ رح نے فراست باطنی سے حقیقت حال معلوم کر کے آپ سے کہا کہ میاں میں نے اپنی لڑکی کے متعلق جو تم سے کہا تھا وہ خلاف نہ کہا تھا۔ اور جو نقائص میں نے تم پر واضح کئے تھے وہ واقعی اس میں بدستور موجود ہیں۔

حضور غوث پاک رض کے نانا سید عبد اللہ رح کے کمالات

سید عبد اللہ صومعی نہ صرف یہ کہ قصبہ جیلان کے مشہور مشائخ میں تھے بلکہ رئیس اعظم بھی تھے۔ دن بھر روزے سے رہتے اور رات نوافل میں بسر کرتے تھے بڑے صاحب کرامت تھے سیف زبانی کی یہ حالت تھی کہ جو زبان سے نکل گیا

نوٹ۔ کاغذ نہ ملنے کی وجہ سے رسالہ تاریخ مقررہ پر شائع نہ ہو سکا۔ (منیجر)

ہوگیا۔ مدت دراز تک آپ کی کرامت اور بزرگی کا شہرہ تھا۔ بہت سے مرید تھے۔
شیخ محمد عبداللہ محمد قریشی بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم لوگ ایک قافلہ کے ساتھ عازم سمرقند ہوئے۔ میرے متعدد احباب کے پاس بہت سا مال تجارت تھا۔ اور سب حضرت عبداللہ صومعی کے معتقد اور ارادتمند تھے۔ چلتے چلتے ایک جنگل میں پہونچے۔ تو کیا دیکھتے ہیں کہ مسلح ڈاکو گھوڑوں پر سوار قافلہ کو لوٹنے کی غرض سے چلے آرہے ہیں۔ میرے احباب کے پاس چونکہ مال بہت تھا وہ گھبرا گئے۔ اور انہوں نے خوف و اضطراب کے عالم میں پکارا۔ یا شیخ عبداللہ صومعی ہماری مدد کیجئے۔ اور اس مصیبت سے رستگاری دلائیے۔ ابھی یہ الفاظ ختم بھی نہ ہونے پائے تھے کہ ہم نے دیکھا کہ حضرت ہمارے پاس کھڑے ہیں۔ انہوں نے ان ڈاکوؤں کو مخاطب کر کے فرمایا، ہمارا رب پاک بے عیب ہے ہٹ جاؤ اور ہم سے دور ہو جاؤ۔

اس آواز کے سنتے ہی ڈاکوؤں پر ایک ہیبت طاری ہوگئی۔ اور وہ بے تحاشا بھاگے اور ایسا بھاگے کہ انہوں نے پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا۔ لیکن جب خطرات کی آندھیاں تھم گئیں اور قافلہ والوں کو ڈاکوؤں کے دست ظلم سے نجات مل گئی۔ تو انہوں نے ادھر ادھر شیخ کی تلاش کی مگر کوئی پتہ نہ چلا۔ اور نہ ہی یہ معلوم ہو سکا کہ آپ کدھر تشریف لے گئے۔ اور پتہ بھی کیا لگ سکتا تھا کہ وہ شکل مثالی تھی۔ اولیاء اللہ کے اجسام کثرت عبادات اور فراوانی کسب انوار سے اس درجہ لطیف ہو جاتے ہیں کہ ان کے اندر ذرہ برابر بھی مادیت باقی نہیں رہتی۔ وہ سراپا روح ہو جاتے ہیں۔ اور ایک ایک وقت میں سینکڑوں اور ہزاروں جگہ موجود ہو سکتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ جو شکل صحرا میں ظاہر کی گئی وہ مثالی شکل تھی۔ لیکن اولیاء اللہ کو رب قدیر کی طرف سے بڑی قوتیں ودیعت کی گئی ہیں۔ ان کے لئے اصلی و مثالی شکل کی کوئی قید نہیں۔ جہاں ہیں حقیقتاً وہ وہی ہیں۔ جڑ اور شاخ میں باہم کوئی فرق نہیں۔ جو تیر جستہ کو راہ سے واپس لا سکتے ہیں وہ کیا کچھ نہیں کر سکتے۔

جب ان لوگوں نے جیلان آ کر قافلے والوں کا حال بیان کیا۔ تو جیلانی کہنے لگے واہ اس وقت تو ہم خود شیخ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ ہر قسم کی بکثرت کرامات آپ سے ظاہر ہوتیں دنیا والوں کو آپ سے بہت فیوضات و برکات حاصل ہوئے۔

آپ کی پھوپھی صاحبہ کی بزرگی

یہ بھی جلالت شان و عظمت حضور غوث پاک کے نانا صاحب کی۔ یہ تو گھر کا گھر ہی بلکہ خاندان کا خاندان ہی مطلع انوار تھا۔ والد محترم بزرگ والدہ مکرمہ بزرگ نانا کے حالات کا اجمالی خاکہ آپ دیکھ چکے ہیں۔ اب پھوپھی صاحبہ کا رنگ کمال ملاحظہ فرمائیے۔ کہ جیلان میں قحط پڑا ہے ابر کے ایک ٹکڑے کے دیکھنے کو لوگوں کی آنکھیں ترس جاتی ہیں۔ آسمان فولاد کا معلوم ہوتا ایک قطرہ بھی نہیں برستا لوگ پریشان ہو جاتے ہیں۔ نماز استسقاء پڑھی جاتی ہے اور دعائیں مانگی جاتی ہیں مگر کوئی نتیجہ مترتب نہیں ہوتا۔ لوگ تنگ آ کر حضور غوث پاک رح کی پھوپھی صاحبہ کے پاس جاتے ہیں۔ اور التجا کرتے ہیں کہ آپ بارش کیلئے اللہ سے دعا فرمائیں۔ ان محترمہ کا اسم گرامی عائشہ اور کنیت ام محمد تھی اور یہی نہیں کہ نہایت پاکباز اور پاک باطن تھیں۔ بلکہ رتبہ کمال کو پہونچی ہوئی تھیں۔

لوگوں کی استدعا پر آپ اٹھتی ہیں۔ صحن میں آتی ہیں اور جھاڑو اٹھا کر آنگن جھاڑتی ہیں۔ اس کے بعد بارگاہ ایزدی میں دعا کرتی ہیں کہ۔

الہ العالمین تیری لونڈی نے جھاڑو تو دیدی اب چھڑکاؤ تو کر دے۔ جو اللہ کا ہو جاتا ہے پھر وہ ہر طرح اس کے ناز اٹھاتا ہے۔ ہر طرح نوازتا ہے اور جو وہ کہتے ہیں وہی کرتا ہے۔ اور اس کے قول کی لاج رکھتا ہے۔ مذکورہ بالا الفاظ کے زبان سے نکلتے ہی افق سے تاریک ابر اٹھا۔ اور اتنی بارش ہوئی کہ جل تھل بھر گئے۔

ان بزرگ خاتون اور اللہ کے ولی کا مزار جیلان ہی میں ہے۔ اور اہل نظر آج بھی مرقد مبارک پر زیارت کیلئے حاضر ہوتے ہیں۔

آفتاب غوثیت کا طلوع

آپ کے والدین کو اولاد کی طرف سے نہایت مایوسی ہو چکی تھی کہ رب قدیر نے اپنی قدرت کاملہ سے ساٹھ برس کی عمر میں آپ کو فرزند ارجمند عطا فرمایا۔ پیدا ہوتے ہی فضائے بسیط میں نور و ضیا کی لطیف لہریں دوڑنے لگیں۔ دنیائے روحانیت میں ایک ہما ہمی پیدا ہو گئی۔ وہ سرزمین جو کثرت آزار سے محروم و خشک ہو چکی تھی اب اسے سرسبزی نصیب ہوئی۔ سعادتوں کے ابواب کھل گئے۔ ترنم ہائے ایقان درخشاں میں چہل پہل نظر آنے لگی۔ ادھر ہر طرف تمدن سیدین میں ایک شور تہنیت برپا ہو گیا
سنہ ۴۷۱ھ کی شب یکم رمضان وہ مبارک شب تھی کہ جس میں یہ قطب ربانی اور عارف صمدانی کتم عدم سے عالم شہود میں جلوہ گر ہوا۔ اور آسمان والے نے زمین والوں پر رحمتوں اور برکتوں کا پوری شان اور آن بان کے ساتھ ابر برسایا۔

مالک الرقاب اور زینت تاریخ اولیا آپ کی تاریخ ولادت ہیں

شب ولادت ہی میں آپ کے والد محترم حضرت سید ابو صالح نے رسول کریم علیہ السلام کو خواب میں دیکھا کہ اپنے صحابہ کرام اور اولیاء عظام کے ساتھ تشریف لائے ہیں انوار غیبی سے سارا مکان منور ہے فرمایا ابو صالح آج اللہ تعالیٰ نے تجھے وہ فرزند جلیل عطا فرمایا ہے کہ جو شیخ العہد قطب زمان اور غوث وقت ہوگا۔ اس کا رتبہ بڑا بلند ہے۔ میرا جگر گوشہ اور اللہ تعالیٰ کا محبوب ہے۔ آپ یہ خواب دیکھ کر فرط مسرت سے بیتاب ہو گئے۔ آنکھ کھلی تو ہر طرف عطریات کی خوشبوئیں پھیلی ہوئی تھیں

حضور آقائی غوث الاعظم رحمہ چونکہ قدوۃ الاولیاء ہیں۔ اس لیئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاص شانِ پیغمبرانہ اور عظمت رسالت کے ساتھ تشریف فرما ہوئے اس طرح کہ صحابہ کرام بھی ساتھ تھے اور اولیاء عظام بھی۔

ایک اور نئی بات دیکھی گئی۔ کہ آپ کی شب ولادت کو صوبہ جیلان کے اندر جتنی بھی ولادتیں ہوئیں ان میں کوئی ایک لڑکی بھی نہ تھی سب کے سب ہی لڑکے تھے۔ ولادتوں کا شمار گیارہ ایک تھا۔ بہت ممکن ہے کہ آپ کے یوم ولادت سے یہ تمام لڑکے بھی آگے چلکر ولی ہوئے ہوں۔ ہم نے تحقیق کی تو ان کے اسمائے گرامی کا تو پتہ نہ چل سکا۔ مگر یہ ضرور تحقیق ہوگیا کہ صوبہ جیلان کے وہ تمام بچے جو آپ کی شب ولادت کی پیدائش تھے یہ سب کے سب ولی کامل ہوئے۔ اور ہونے چاہئے تھے۔ کہ وہ شب آخر کس بزرگ محترم کی شب ولادت تھی اس شب کے انوار و تجلیات کا نزول انہیں ولی بنائے بغیر رہ ہی نہیں سکتا تھا۔

زمانۂ شیرخواری ولادت کے بعد ایک ماہ متواتر رمضان المبارک کا تمام مہینہ یہ آئین رہا کہ آپ سارا دن اپنی والدہ محترمہ کا دودھ نہ پیتے تھے جب مغرب کی اذان ہوتی تھی تب آپ اسے منہ لگاتے تھے۔ گویا آپ احکام شریعت کے اتباع میں دن بھر صائم رہا کرتے تھے۔ آپ کی والدہ محترمہ کا بیان ہے کہ اگلے سال لوگوں کو ہلال رمضان کے متعلق شک پیدا ہوگیا۔ آسمان پر ابر محیط تھا اور کچھ فیصلہ نہ ہو سکا کہ چاند ہوگیا یا نہیں۔ چونکہ آپ کی والدہ ماجدہ ایک قطب وقت کی بیٹی اور ولی عہد کی بیوی تھیں۔ اسلئے اہل بغداد آپ کی بہت عزت کرتے تھے۔ وہ آپکے دروازے پر حاضر ہوئے کہ آپ اس مسئلہ میں ہماری رہنمائی فرمائیں۔ فرمایا میں عورت ذات ہوں۔ اور آپ کی کیا رہنمائی کر سکتی ہوں البتہ یہ کہہ سکتی ہوں کہ کل چاند ہوگیا ہے اور آج رمضان کی پہلی تاریخ ہے کیونکہ میرے بچے نے آج دودھ نہیں پیا کچھ مدت بعد معتبر اور مستند شہادتوں سے اس امر کی تصدیق ہوگئی۔ کہ ہلال رمضان نظر آگیا۔ اس واقعہ سے آپ کی شہرت دور دور پھیل گئی۔ یہ آپ کی سب سے پہلی شہرت تھی۔

عطائے والدہ اور صدق بیانی جب آپ تعلیم کیلئے بغداد روانہ ہونے لگے تو والدہ نے والد کے ترکہ میں سے چالیس دینار آپکے جبہ کے استر میں سی دیئے تاکہ کسی کو ان کا پتہ نہ چلے۔ اور اس کے بعد فرمایا۔ بیٹا جاؤ میں نے تمہیں خدا کے سپرد کیا۔ مگر میری اس نصیحت کو ہمیشہ یاد رکھنا۔ جھوٹ نہ بولنا ہمیشہ سچ کہنا۔

آپ قافلہ کے ہمراہ روانہ ہوئے جب قافلہ ہمدان سے آگے بڑھا۔ تو ساٹھ ڈاکوؤں نے حملہ کر دیا اور لوٹ مار شروع کر دی۔ ایک قزاق آپ کے پاس بھی آیا۔ اور سرسری طور پر پوچھا کہ تمہارے پاس بھی کچھ ہے۔ آپنے فرمایا ہاں میرے پاس چالیس دینار ہیں لیکن اسے یقین نہ آیا اور چھوڑ کر چلا گیا۔ اس طرح کئی قزاقوں نے پوچھا اور آپنے وہی جواب دیا۔ شدہ شدہ ان کے سردار کو بھی معلوم ہوا اور اس نے بھی پوچھا۔ آپنے پھر وہی جواب دیا لیکن تلاشی لینے پر کچھ نہ ملا۔ تو قزاق نے پوچھا کہاں ہے۔ فرمایا میری فرغل کے استر میں بغل کے نیچے سلے ہوئے ہیں۔ سردار نے نکال کر دینار دیکھے تو حیرت زدہ ہو کر پوچھا کہ تجھے لٹ جانیکا ذرا خوف نہ ہوا۔ اور تو نے اپنا بھید ظاہر کر دیا۔ آپ نے فرمایا کیا میں صرف چالیس دینار کے لیے جھوٹ بولتا۔ اور اپنی والدہ کی نصیحت کو بھول جاتا جنہوں نے چلتے وقت فرمایا تھا۔ کہ کسی حالت میں جھوٹ نہ بولنا۔

آپ کی زبان سے یہ سن کر قزاقوں کا سردار اس قدر متاثر ہوا کہ آنکھیں آنسوؤں سے لبریز ہو گئیں۔ اور کہا تو نے اپنی ماں سے کیا ہوا عہد نہیں توڑا اور میں اپنے مالک حقیقی سے کیا ہوا عہد مدت سے توڑ رہا ہوں یہ کہکر آپکے قدموں پر گر پڑا۔ اور توبہ کی اور اس کے ساتھ باقی تمام ڈاکوؤں نے بھی۔ اور قافلہ والوں کا لوٹا ہوا مال سب واپس دیدیا۔ آپنے سب کو ولی وقت بنا دیا۔

زمانۂ طالب علمی آپنے یہ تو سن لیا اور پڑھ لیا کہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے صرف قلیل عرصہ میں علوم متداولہ کی تکمیل کر کے سند فضیلت حاصل کر لی اور سرآمد روزگار اور یگانہ عصر بن گئے۔ لیکن اب ایک نظر ان تکالیف و شدائد پر بھی ڈالیئے کہ جو آپ کو اس مدت ہفت سالہ میں اختیار کرنی پڑیں۔ آپ کے پاس جو چالیس دینار تھے۔ گو وہ خاص ایک مدت کیلئے معمولی خوراک کو متکفل ہو سکتے تھے۔ مگر ابتدا ہی سے آپکے اندر فیاضانہ جذبات مصروف کار فرما تھے۔ اور دوسروں کی تکالیف اپنی آنکھ سے دیکھ نہ سکتے یہی وجہ تھی کہ ایک قلیل وقت میں ہی یہ سب کے سب دینار ختم ہو گئے۔ کوئی عزیز بغداد میں موجود نہ تھا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ فقر و فاقہ کی اذیتوں میں مبتلا ہو گئے کئی کئی روز فاقہ ہونے لگے۔ انتہا یہ تھی کہ پتوں اور گھاس پر گذر ہونے لگی۔ ایک سال کے بعد شفیق ماں نے کچھ روپیہ بھیجا تو آپنے اسی روز اسے ان فقراء کو تقسیم کر دیا جو بھوک کی شدت سے بیتاب ہو کر ایوان کسریٰ کے کھنڈروں میں کچھ نہ کچھ ڈھونڈتے پھرتے ہوئے دیکھے گئے تھے۔ اور صرف ایک حصہ ہی اپنے لیے رکھا۔ جو بہت جلد ختم ہو گیا۔ پھر وہی دن تھے اور وہی راتیں۔

پھر کچھ مدت کے بعد ماں نے آٹھ دینار بھیجے اور یہ اس وقت پہونچے جب کہ پیہم فاقوں نے آپ کو نڈھال کر رکھا تھا۔ ایک مرتبہ کئی روز کے فاقوں کیوجہ سے یہ حالت ہوگئی تھی کہ حواس تک بجا نہ تھے۔ اور سر چکرا رہا تھا۔ آپ ایک مسجد میں گئے۔ تو ایک شخص کو بھنا گوشت اور روٹی کھاتے دیکھا خود ہی فرماتے ہیں کہ اس وقت شدت جوع سے میری یہ حالت تھی کہ کس طرح اس سے روٹی چھین لوں اس نے مجھے دیکھتے ہی بڑے اصرار سے مجھے ساتھ بٹھایا اور کھلایا اسی دوران میں جو اسے یہ معلوم ہوا کہ میں جیلان کے رہنے والا عبدالقادر ہوں تو اس پر رقت طاری ہو گئی کہنے لگا تمہاری والدہ نے آٹھ دینار تمہیں بھیجے تھے۔ تلاش کیا نہ ملے اور میں بھی تمام اندوختہ برباد ہو گیا میں آج تیسرے روز

کے ذاتی پراندیں سے ایک درہم کا یہ کھانا لایا ہوں اور اب اس کے مالک در حقیقت تمہی ہو

آپکے زمانہ کے مبارک حالات

آپکے عہد زمانہ کے مسلمانوں کے شوق کی یہ حالت تھی کہ اس وقت بہت سے طلبا بغداد میں ایسے موجود تھے کہ جو موسم فصل کے موقعہ پر چلے جاتے اور لوگوں سے غلہ مانگ لاتے۔ مگر آپ نے کبھی کسی کے سامنے ہاتھ نہ پھیلایا۔ طالبان حق واقعی کبھی کسی کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلاتے۔ بہت سے ایسے علماء ہوئے ہیں کہ جنہوں نے اسی طرح غربت افلاس میں پڑ رہا۔ بہرکیف جب تکلیف اٹھاتے اٹھاتے اور فاقہ کرتے کرتے آپکا حال غیر ہونے لگا تو ایک روز آپ نے یہ غیبی آواز سنی۔ کہ عبدالقادر ادھر روٹی قرض لیکر کھا تاکہ تحصیل علوم میں رخنہ نہ پڑے۔ اور تو سکون کے ساتھ سلسلہ تعلیم جاری رکھ سکے۔ آپ کی زبان مبارک سے نکلا کہ میں ایک غریب آدمی ہوں مجھے کون قرض دیگا۔ اور اگر مل بھی گیا تو ادا کہاں سے کروں گا۔ جواب ملا تو اپنا کام کر ادا ہم خود کر دیں گے۔ چنانچہ آپ اس غیبی ہدایت پر نانبائی کی دکان پر گئے۔ اور کہا کہ بھائی اگر تم مناسب سمجھو تو اس شرط پر ڈیڑھ روٹی روز قرض دیدیا کرو کہ اگر کہیں سے مل گیا تو ادا کر دوں گا۔ اور مر گیا تو معاف کر دینا۔

نانبائی بھی کوئی فقیر دوست واقع ہوا تھا۔ سنتے ہی اس پر رقت طاری ہو گئی۔ اور بولا کہ آپکا جو دل چاہے مجھ سے لیا کریں اور کچھ فکر نہ کریں۔ اس روز سے آپ اس سے روزانہ ڈیڑھ روٹی لے آیا کرتے۔ ایک مدت کے بعد آپ کو یکایک خیال آیا کہ یہ تو بڑی ندامت کی بات ہے کہ روٹی تو روزانہ لے آؤں اور دوں ایک پیسہ بھی نہیں اس خیال کے آتے ہی پھر اک غیبی آواز سنی کہ فلاں مقام پر جا کر دیکھو اور جو کچھ ملے اس دوکاندار کو دیدے۔ وہاں جو گئے تو ایک سونے کا ٹکڑا ملا وہ آپ اسے دے آئے۔ غرض القول آپکے زمانہ تعلیم میں آپ پر وہ تکالیف گذریں کہ اگر کسی پہاڑ پر بھی گذرتیں تو وہ بھی شق ہو جاتا۔ جب ہجوم مصائب سے کلیجہ منہ کو آنے لگتا تو آپ چت زمین پر لیٹ جاتے اور پڑھتے۔ فان مع العسر یسرا ان مع العسر یسرا۔ اس آیت کے پڑھتے ہی وہ مصائب و افکار دور ہو جاتا۔

ایک امر قابل ذکر ہے کہ آپ دوران تعلیم میں سبق پڑھ کر شہر میں قیام نہ فرماتے بلکہ قریبی جنگلوں میں چلے جاتے۔ غرض کہ زمانہ تعلیم کا بہت بڑا حصہ دریائے دجلہ کے کنارے کھڑی اور اگی ہوئی بوٹیوں کے پتوں پر بسر کیا۔

علوم طریقت و حقیقت کا حصول اور عارفہ کاملہ سے ملاقات

ہم اوپر عرض کر چکے ہیں کہ آپ مادر زاد ولی تھے۔ مگر یہ ضرور ہے کہ آپ پر جذب و سکر کا زیادہ غلبہ نہ تھا بلکہ سلوک و ہوش میں رہتے تھے ابھی آپ کا شباب ہی تھا کہ آپ حج کیلئے مکہ شریف پہونچے۔ راستے میں ایک جگہ آپ کی ملاقات شیخ عدی بن مسافر سے ہوئی۔ دونوں نے ساتھ ساتھ سفر کیا

اثنائے راہ میں ایک نوعمر حبشی لڑکی جو بہت نحیف معلوم ہوتی تھی اور برقعہ پہنے ہوئے تھی آپ کے سامنے آکر کھڑی ہو گئی۔ ایک تیز اور گہری نظر آپکے چہرہ پر ڈال کر پوچھا یہ تو فرمایئے آپ کا وطن کہاں ہے۔ آپ کے بتانے پر کہا کہ آج میں آپ کی خاطر بہت تھکی ہوں مجھے مراقبہ میں یکایک یہ معلوم ہوا تھا کہ آپ پر اللہ تعالیٰ نے بہت فضل کیا ہے اور آپکو وہ رتبہ عطا فرمایا ہے۔ جو کم از کم اس زمانہ میں تو کسی کو بھی نصیب نہیں ہوا۔ یہ معلوم کر کے مجھے آپکے دیکھنے کا بہت شوق ہوا۔ اور آپ کو تلاش کرتی یہاں پہونچی ہوں۔

وہ دن بھر آپکے ساتھ سفر کرتی رہی۔ اور شام کو آپ کے ساتھ ہی روزہ افطار کیا۔ یہ دیکھ کر بہت حیرانی ہوئی کہ عین افطار کے وقت آسمان سے ایک طباق اترا جس میں چھ روٹیاں سرکہ اور کچھ سالن تھا یہ دیکھتے ہی اس لڑکی نے آسمان کیطرف منہ اٹھا کر کہا یا اللہ تیرا ہزار ہزار شکر ہے کہ تو نے میری لاج رکھی ہے اور میرے مہمانوں کو رزق عطا فرمایا تینوں نے دو دو روٹیاں کھائیں۔ اسیطرح پانی کے تین گلاس آسمان سے نازل ہوئے۔ افطار و تناول طعام کے بعد وہ لڑکی غائب ہو گئی۔ مکہ معظمہ پہونچے تو طواف کے وقت شیخ عدی پر انوار تجلیات کا اس شدت سے نزول ہوا کہ وہ بیہوش ہو کر گر پڑے یا بالکل یہی معلوم ہوتا تھا کہ دم نکل گیا۔ کیا دیکھتے ہیں کہ وہی عارفہ حبشیہ پھر نمودار ہوئی اور کہنے لگی شیخ عدی کو بھی وہی اس وقت زندہ کریگا جس نے مارا ہے۔

اس کے فوراً ہی بعد آپ پر بھی نزول انوار کا آغاز ہوا۔ اور باطنی ترقی نمودار ہوئی اس لڑکی نے کہا میں تو اور کچھ نہیں جانتی البتہ اتنا تو برأی العین دیکھ رہی ہوں کہ تجھ پر ایک نور کا خیمہ تنا ہوا ہے۔ اور فرشتوں کے پرے کے پرے تجھے آسمان تک گھیرے کھڑے ہیں۔ اور اولیائے عظام کی تمام نگاہیں تیری طرف اٹھی ہوئی ہیں۔

غرض تکمیل علوم شریعت کے بعد آپ کی توجہ علوم باطنی کی طرف ہوئی۔ ہمیں یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ آپ کی ابتدا اس زمانہ کے منتہی بزرگوں سے کم نہ تھی اگر "یک زمانہ صحبت با اولیا" کے متعلق یہ درست ہے کہ وہ بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا ہے۔ تو غور کر لیجئے کہ آپکے والد محترم اور والدہ مکرمہ کا روحانی مرتبہ کیا تھا جن کی آغوش شفقت میں آپنے ایک زمانہ گذارا تھا۔ اور پھر آپکے نانا حضرت عبداللہ صومعی کیسے بڑے ذی رتبہ شیخ تھے جن کی تربیت میں آپنے اپنی بیش قیمت زندگی کے بیشتر لمحے بسر کئے تھے! ان صحبتوں نے آپکو کیا کچھ نہ بنا دیا ہوگا۔ تعلیم سے حصول میں جو مدت ختم ہوئی وہ آپکے مجاہدات سے کسی طرح کم نہ تھی۔ جو حالات گذرتے تھے وہ مجاہدہ کے سوا یقیناً اور کچھ نہ تھے بہرکیف علوم سے فارغ ہو کر آپ حضرت ابوالخیر حماد کی خدمت میں حاضر ہوئے جو اس وقت بغداد شریف کے محلہ مظفریہ میں رہا کرتے تھے۔ آپ روزانہ ان کی خدمت میں جاتے اور تعلیم حاصل کرتے رہے۔ اور بہت کچھ فیوض باطنی حاصل کئے۔

بیعت و سلسلہ طریقت

چوتھائی صدی سے زیادہ مدت کے مجاہدات اور تزکیہ باطن کے بعد جب آپکو سکون حاصل ہوا تو آپ ایک روز بغداد شریف لائے۔ اور حضرت شیخ ابو سعید مبارک مخزومی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت کر لی۔ سب کچھ موجود ہی تھا۔ صرف ایک چنگاری کی ضرورت رہ گئی تھی۔ جس کے پڑتے ہی شعلے بھڑک اُٹھے۔ شیخ نے آپ کو مرید کر کے ساتھ ہی کھانا کھلایا اور ہر نوالہ آپ کی باطنی ترقی کا باعث عظیم بنتا گیا۔ یہ آپ ہی کی ذات گرامی ہے کہ ادھر مرید ہوئے اور ادھر خرقہ خلافت عطا ہو گیا۔ خرقہ عطا کرتے وقت شیخ نے فرمایا کہ اے عبدالقادر! یہ وہ خرقہ مبارک ہے کہ جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو عطا فرمایا تھا۔ اور پھر اُنہوں نے اسے حضرت خواجہ حسن بصری رح کو مرحمت فرمایا۔ اور پھر ان سے درجہ بدرجہ اور دست بدست منتقل ہوتا ہوا مجھ تک پہنچا۔ اور اب میں اسے بامر الٰہی تجھے تفویض کرتا ہوں۔ کہ تو ہر طرح اس کا اہل ہے جونہی آپ نے اس خرقہ مقدسہ کو زیب بر کیا۔ انوار و تجلیات نے گھیر لیا۔ اور وہ کیفیت میسر ہوا کہ جسے آپ ہی کا قلب مبارک سہہ سکتا تھا۔ اس وقت کی سرشاریاں کچھ اس درجہ کیف آور اور سرور انگیز تھیں کہ دونوں بزرگوں پر ایک حالت طاری تھی۔

حضرت ابو سعیدؒ مبارک کے پیر و مرشد شیخ ابو الحسنؒ علیؒ تھے۔ اور ان کے پیر شیخ ابو الفرح طرطوسیؒ تھے۔ حضرت شیخ طرطوسی کے بعد ترتیب سلسلہ یہ ہے کہ حضرت شیخ ابو الفرح طرطوسیؒ حضرت ابو الفضل عبدالواحد تمیمیؒ، حضرت شیخ ابو بکر شبلیؒ، حضرت شیخ ابو القاسم جنید رح حضرت شیخ سری سقطیؒ، حضرت شیخ معروف کرخیؒ، حضرت شیخ داؤد طائی رح حضرت شیخ حبیب عجمیؒ، حضرت شیخ حسن بصریؒ، حضرت مولائے کائنات علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ حضور سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم

حضور غوث الاعظم رح کا قدم اولیاء اللہ کی گردنوں پہ

ایک دفعہ آپ تقریر فرما رہے تھے کہ ایکا یک آپ نے اپنی زبان مبارک سے فرمایا قدمی ھٰذہ علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے۔ بہجۃ الاسرار کی روایت کے مطابق یہ سن کر نہ صرف یہ کہ جتنے مشائخ اس وقت جلسہ میں موجود تھے۔ انہوں نے اور صوفیائے عراق نے بلکہ تمام مشائخ عالم نے اپنے سر جھکا دئے۔ حضرت شیخ علی بن ابی النصر الہیتی اُٹھے اور منبر کے پاس آ کر آپکا قدم مبارک اپنی گردن پر رکھ لیا۔ اور اس کے بعد تمام حاضرین مجلس نے اپنی گردنیں خم کر دیں۔ اور قدم مبارک گردن پر رکھ لیا۔

فقیہہ ابو محمد الحسن البغدادی نے قاہرہ میں شیخ محمود بن احمد الکردی نے بغداد کے اندر اور دیگر اولیائے بلاد اسلام نے اپنی اپنی گردنیں جھکائیں۔ چنانچہ سیر کی مستند تواریخ سے واضح ہے کہ شیخ عدی بن مسافر نے بالس میں۔ حضرت شیخ سعید نے سنجار میں۔ حضرت شیخ ابلان نے دمشق میں حضرت شیخ ابوالدنیا نے مغرب میں حضرت شیخ عبدالرحیم قنادی نے مغا میں۔ حضرت شیخ احمد رفاعی نے ام عبیدہ میں حضرت شیخ عبدالرحمن نے طفسونج میں حضرت شیخ محمد بن موسیٰ نے بصرہ میں اور حضرت شیخ حیات بن قیس حرانی نے حران میں اسی وقت اپنی اپنی جگہ عالم روحانیت میں آپ کی آواز سن کر اپنی اپنی گردنیں جھکادیں۔ بہجۃ الاسرار میں لکھا ہے کہ عراق کے ساٹھ۔ کوہ قاف کے ۱۷ عجم کے ۴۰ شام کے ۳۰ مغرب کے ۲۷ یمن کے ۲۳ مصر کے ۲ جزائر محیط کے ۲۴ حرمین شریفین کے ۱۷ حبش کے ۱۱ سرانديپ کے سات مشائخ نے اپنی گردنیں خم کیں اور دنیا کے کم و بیش تیرہ سو اولیاء اللہ نے حضور غوث اعظم رح کے ارشاد پر اپنی اپنی گردنیں جھکادیں۔ جس روز حضور غوث اعظم علیہ الرحمۃ نے اپنی زبان مبارک سے یہ الفاظ ارشاد فرمائے۔ اسی روز اور اسی وقت تمام صوفیا و مشائخ نے اپنی چشم باطن سے مشاہدہ کیا کہ تاج غوثیت آپ کے سر مبارک پر رکھا گیا۔ اور قطبیت کا علم آپ کے سامنے لہرا رہا ہے ایک خاص امر یہ ہے کہ عین اسی وقت رجال الغیب و ابدالوں کی ایک کثیر جماعت ہوا میں اُڑتی ہوئی نظر آئی۔ اور اس نے آپ کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کیا۔

حضرت شیخ ابراہیم الاعزج بن شیخ ابی الحسن نے فرمایا کہ مجھے حتمی طور پر معلوم ہو چکا ہے کہ حضور غوث الاعظم رح قدمی ہذہ فرمانے پر مامور ہوئے تھے۔ اور آپ نے جو کچھ کہا تھا۔ وہ بفرمان الٰہی کہا تھا۔ شیخ ابو سعید قیلوی نے بھی جب لوگوں نے آپ سے استفسار کیا ہے تو یہی فرمایا کہ آپ نے جو کچھ فرمایا یہ امر الٰہی فرمایا۔ آپ اس حکم پر اللہ تعالےٰ کی طرف سے مامور تھے۔

امام احمد حنبل مزار سے باہر آگئے

ایک دفعہ حضور غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام احمد حنبل رح کے مزار شریف پر تشریف لیگئے۔ اس وقت حضرت شیخ بقا بن بطو اور علی بن الہیتی جیسے عارف کامل آپ کی ہمرکاب تھے۔ جب یہ تینوں صاحب مزار پر پہنچے اور فاتحہ سے فراغت پائی۔ تو ان تینوں کو یہ دیکھ کر تعجب ہوا کہ حضرت امام احمد حنبل رح کی قبر شریف کو جنبش ہوئی۔ اور وہ قبر سے باہر تشریف لائے۔ اور اسی شان کے ساتھ نمودار ہوئے۔ اور آپ کو اپنے سینہ سے لگایا اور بہت سی دعائیں دیں۔

تین جیلانی بزرگوں کی حیرانی

حضور غوث الاعظم رح کے کمال عرفان کا شہرہ سنکر قصبہ جیلان کے تین بزرگ آپ کی ملاقات کیلئے بغداد شریف آئے۔ آپ کے مدرسہ میں قدم رکھتے ہی دیکھا کہ آپ ایک کتاب ہاتھ میں لئے بیٹھے ہیں۔ اور جو آفتابہ سامنے رکھا ہے اس کا رخ قبلہ کی جانب نہیں ہے اور ایک خادم مودب سامنے کھڑا ہے۔ جیلان کے تینوں بزرگوں نے جو یہ حالت دیکھی تو انہیں نفرت پیدا ہوئی۔ آپ نے ان کے خطرۂ نفس سے واقف ہو کر آفتابہ کی طرف جو نظر ڈالی تو وہ سرعت کے ساتھ گھوما اور گھوم کر رو بقبلہ ہو گیا۔ اس کے بعد آپ نے دوسری نظر خادم پر ڈالی۔ جس کے پڑتے ہی وہ دم بخود زمین پر گرا۔ یہ حالت دیکھ کر وہ بزرگ متحیر ہوئے۔ اور آپ کے پاس آئے۔ آپ نے فرمایا۔ بھائیو! کسی کے متعلق سوء ظنی سے کام نہ لینا چاہئیے۔

اولیاء کرام کی صد ا رت

موصل کے ایک بزرگ محمد بن ابوالعباس رح کے والد نے ایک شب کو عجیب خواب دیکھا۔ ۵۵۱ھ کا زمانہ تھا کہ وہ آپ کے مدرسہ میں رہا کرتے تھے۔ رات کو اپنے بستر پر جا کر لیٹے اور نیند آئی تو سو گئے۔ تو خواب میں دیکھا کہ ایک عظیم الشان ہجوم ہے اور جملہ مشائخ کرام ایک جلسہ میں جمع ہیں۔ اور آپ بصد شان کرسی صدارت پر متمکن ہیں۔ ایک امر صورت یہ ہے کہ مشائخین میں بعض کے جسم پر تو ایک چادر ہے اور بعض کے جسم پر ایک عمامہ اور دو چادریں ہیں لیکن آپ تین چادریں اوڑھے ہوئے ہیں۔ دیر تک سوچتے رہے آخر اسکی کیا وجہ ہے۔ کہ آپ کے جسم پر اس وقت اکٹھی تین چادریں ہیں۔ اس کی خاص وجہ کیا ہے یہ سوچتے سوچتے انکی آنکھ جو کھل گئی۔ تو دیکھتے کیا ہیں۔ کہ حضور آپکے سرہانے کھڑے ہوئے ہیں اور یہ فرما رہے ہیں کہ اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں ہے۔ ایک چادر تو شریعت کی چادر ہے۔ اور دوسری چادر حقیقت کی چادر ہے اور تیسری چادر بزرگی و عظمت کی چادر ہے۔

قبر کے عذاب سے نجات ہو گئی

بغداد کے ایک شخص نے ایکروز آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ حضور میرے والد کا انتقال ہو چکا ہے انہیں مجھ سے اور مجھے ان سے بیحد محبت تھی۔ مگر آج شب کو میں نے خواب میں ان کی جو حالت دیکھی ہے۔ اُسے دیکھ کر انتہا پریشان ہو گیا ہوں میں نے دیکھا کہ قبر کے اندر وہ ایک خوفناک عذاب میں مبتلا ہیں۔ اور مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ تم فوراً جاؤ اور بارگاہ غوثیت میں جا کر عرض کرو۔ کہ وہ میری مغفرت کے لئے دعا کریں۔ آپ اس شخص کی دردناک کہانی اور عذاب قبر کا حال سُن کر بہت متاثر ہوئے۔ اور اسی وقت اس کے باپ کی مغفرت کیلئے دعا فرمائی۔ دوسرے روز خواب میں کیا دیکھتا ہے کہ اس کا باپ بہت خوش ہے اور سبز رنگ کا لباس پہنے ہوئے خیابان جنت کی کیاریوں میں چہل قدمی کر رہا ہے۔ اور کہہ رہا ہے بیٹا واقعی میں کل تک بڑے خوفناک عذاب قبر میں مبتلا تھا مگر آج

تو نے جو حضور غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ سے میرے لئے دعا کرائی۔ تو ان کی دعا سے نہ صرف یہ کہ مجھے اس عذاب جانگاہ سے نجات مل گئی۔ بلکہ مجھے جنت نصیب ہو گئی۔ اور اب ہر قسم کے عیش و نشاط سے زندگی بسر کر رہا ہوں۔

قبر سے جواب سلام

ایک دفعہ آپ حضرت شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مقدس کی زیارت کے لئے گئے۔ حضرت شیخ علی بن ابی النصر الہیتی بھی آپ کے ساتھ تھے۔ قبر شریف پر پہونچ کر آپ نے فرمایا السلام علیک یا شیخ معروف کرخی۔ قبر سے صاف الفاظ میں صدا آئی۔ وعلیکم السلام یا سید الزمان آپ دیر تک مزار پر مراقب بیٹھے رہے اور فاتحہ پڑھی۔

چور کو ابدال بنا دیا

ایک روز ایک بزرگ شیخ الاجل حضرت ابو الفتح حضور غوث اعظم علیہ الرحمۃ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضرت احمد ابدال معطی کا آج انتقال ہو گیا ہے ان کی جگہ خالی ہے آپ اسے پُر فرما دیجئے۔ آپ نے فرمایا صبر کیجئے کہ میں ان کی جگہ ایک جدید التقرر عمل میں لانے والا ہوں اور مناسب شخص ان کی جگہ مقرر کر دیا جائے گا۔ اسی شب کو ایک چور آپ کے کاشانہ میں گھس گیا اور آپ کے حجرہ مبارکہ کے اندر چلا آیا۔ اس نے چاہا کہ آپ کے برتنوں کو اٹھا کر لیجائے کہ اس کی بینائی جاتی رہی۔ اور اندھا ہو گیا وہ گھبرا گیا اور ادھر ادھر پھرتا رہا۔ اور حجرے سے باہر نکل آیا۔ آپ نے دیکھ کر اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور پوچھا اے عجب! تو کون ہے۔ اور اس وقت یہاں رات کو کس غرض سے آیا ہے۔ سچ سچ بتا دے۔

چور کا دل ٹوٹ چکا تھا اندھا ہو چکا تھا۔ ڈر گیا تھا بھلا یہ بھی سمجھتا تھا کہ حضور غوث پاک کا مرتبہ کتنا بلند ہے اور آپ ایک بزرگ ہستی ہیں۔ اس لئے اس نے صاف صاف کہہ دیا کہ میں ایک عادی چور ہوں اور آپ کے کاشانہ معلیٰ میں بھی چوری ہی کرنے کی غرض سے آیا تھا۔ نیز یہ کہ میں نے یہ کام محض غربت و افلاس کی وجہ سے شروع کیا تھا۔ حالانکہ میں قبیلہ بنی اشرف کا ایک فرد ہوں۔ اور میرا نام سلیمان ہے میں نے دو کشتیاں ہو گئی تھیں بگ لیا اور آنکھوں جیسی نعمت عظمیٰ سے محروم ہو گیا۔ اب میرے لئے بھیک مانگنے اور دستکاری کھانے کے سوا اور کیا ہے حضور غوث اعظم کی ذات تو ایک پیکر رحم اور مجسمہ رحم و رافت تھی۔ آپ کو اس کی داستان درد سن کر رحم آ گیا اس کے سر پر دست شفقت پھیرا آنکھوں پر لب لگایا جس سے اسی وقت اس کی آنکھیں روشن ہو گئیں۔

اس کے بعد آپ نے اسی وقت اُسے توبہ کرائی۔ اور خانقاہ میں مصلے میں بٹھا کر اس کی باطنی تربیت شروع کی۔ اور چند ماہ نہیں۔ چند ہفتہ نہیں۔ بلکہ چند ہی لمحے کے اندر اسے درجہ کمال کو پہونچا کر احمد معطی کی جگہ ابدال مقرر کر دیا یہ تھی آپ کی جلالت شان اور یہ تھا آپ کا کرم

تقدیر بدل گئی

ایک دفعہ ایک سوداگر جس کا نام ابو المظفر الحسن تھا حضرت شیخ حماد کے پاس گیا۔ اور عرض کیا کہ قافلہ کے ساتھ عازم شام ہونیوالا ہوں۔ سات سو اشرفیاں اپنے ساتھ لے جاتا ہوں اسی قیمت کا سامان بھی میرے پاس ہے۔ شیخ نے فرمایا تم اپنا ارادہ سفر ملتوی کر دو۔ اگر تم سفر میں جاؤ گے تو ڈاکو تمہارا سب مال لوٹ لیں گے۔ اور تم کو بھی قتل کر دیں گے۔ چونکہ سفر ضروری تھا۔ ابو المظفر یہ سنکر حد درجہ رنجیدہ ہوئے۔ اور غمگین واپس چلے آ رہے تھے کہ راستہ میں حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہو گئی۔ آپ نے دریافت فرمایا مغموم کیوں ہو ابو المظفر نے تمام واقعہ کہہ سنایا۔ آپ نے فرمایا بس اتنی ہی بات ہے۔ تم شوق سے جاؤ اور شام کا سفر کرو۔ خدا چاہے تمہیں کوئی نقصان نہ پہونچیگا۔ اور تم بخیریت واپس آؤ گے حضور غوث اعظم کی زبان مبارک سے یہ الفاظ سنکر ابو المظفر کو اطمینان ہو گیا اور اپنا مال تجارت لیکر شام کو روانہ ہوئے۔ شام میں انہیں بہت نفع ہوا اور وہاں سے حلب گئے۔ وہاں کسی جگہ ہزار اشرفیاں رکھ دیں اور بھول گئے۔ ایک جگہ پہونچ کر نیند جو غالب آئی تو خواب میں کیا دیکھتے ہیں کہ عرب کے بدوؤں نے قافلہ پر حملہ کیا اور نہ صرف یہ کہ خوب دل کھول کر انھیں لوٹا بلکہ بہت سے قافلہ والوں کو قتل بھی کر ڈالا اور یہ خود بھی ان کی تیغ دو دم کا شکار ہو کر گھبراہٹ میں آنکھ کھل گئی۔ دیکھا تو میدان صاف تھا لیکن ہوش آئی تو یاد آیا کہ میں اپنے ہزار درم حلب میں بھول آیا ہوں۔ دوڑ کر گئے۔ نگر وہاں اشرفیاں رکھی تھیں پس بجنسہ رکھی ہوئی پائیں۔

اشرفیوں کو لیکر حلب سے بغداد آئے مگر اب متردد تھے کہ پہلے حضور غوث اعظم کی خدمت میں حاضر ہوں یا شیخ حماد سے ملوں۔ یہ اسی فکر میں تھے کہ بازار سلطانی میں انہیں شیخ حماد مل گئے اور از خود فرمایا کہ تم متردد نہ ہو اور پہلے حضور غوث اعظم سے جا کر ملو کہ وہ سرتاج اولیاء ہیں اور محبوب سبحانی ہیں۔ انہوں نے تمہارے حق میں دعا فرمائی تھی یہی وجہ ہے کہ تمہارا واقعہ بیداری سے خواب میں بدل گیا۔ چونکہ ابو المظفر سب کچھ خواب میں دیکھ چکے تھے شیخ حماد کے الفاظ سے بہت متاثر ہوئے اور حضور غوث اعظم قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور نے صورت دیکھتے ہی فرما دیا کہ شیخ حماد ٹھیک کہتے تھے۔ واقعی میں نے تمہارے لئے دعا کی تھی کہ تمہارا واقعہ بیداری سے خواب میں منتقل ہو گیا۔

اے فلک میرے مددگار ہیں غوث اعظم رح
مجھکو کیا غم میرے غمخوار ہیں غوث اعظم رح

خواب میں حیرت ناک منظر

ایک دفعہ حضرت شیخ ابو عمر عثمان نے خواب میں دیکھا کہ نہر عیسیٰ کا تمام پانی خون اور پیپ کی شکل میں منتقل ہو گیا ہے اور اس کے اندر جتنی مچھلیاں ہیں وہ سب سانپوں اور بچھوؤں کی شکل اختیار

گر گئی ہیں۔ خواب ہی میں یہ وحشت ناک منظر دیکھ کر شیخ ابو عمر بے تحاشا بھاگے ہوئے اپنے گھر آئے
کسی نے ان کے ہاتھ میں پنکھا دیکر کہا کہ اسے مضبوطی سے پکڑ لو۔ عرض کیا مجھے اپنی ہی ہوش نہیں
پنکھا کیونکر پکڑوں۔ کہا نہیں تم اسے اپنے ایمان کی قوت سے اٹھا لوگے۔ پنکھا جو ہاتھ میں لیا
تو چھایا ہوا خوف جاتا رہا۔ انہوں نے پنکھا دینے والے سے پوچھا کہ آپ کون بزرگ ہیں جن کی
برکت سے میرا خوف دور ہو گیا۔ فرمایا میں تمہارا پیغمبر ہوں اور میرا نام محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہے یہ
سنا تو یا تو سکوت کے ساتھ باتیں کر رہے تھے۔ یا ہیبت و جلال نبوت سے لرزنے لگے۔
بڑی دشواری سے اُٹھ کر قدموں پر گر پڑے۔ پاؤں کو بوسہ دیا۔ اور عرض کی کہ حضور میرے واسطے
دعا فرمائیے کہ میرا خاتمہ بخیر ہو۔ فرمایا مطمئن رہو انشاء اللہ یہی ہوگا۔ اور تمہیں حضرت
شیخ عبدالقادر سے بیعت کا شرف حاصل ہے تین بار حضور علیہ السلام نے یہی الفاظ ارشاد
فرمائے جس سے انہیں ایک روحانی کیف و سرور حاصل ہوا۔ یہ وحشت ناک اور روح پرور
مناظر دیکھ کر آنکھ کھل گئی۔ حیرت زدہ تھے کہ الٰہی یہ خواب کس قسم کا ہے۔ جس میں وحشت
و سرور کے دو گونہ منظر موجود ہیں۔ آخر اپنے باپ کی خدمت میں حاضر ہو کر خواب بیان کیا
انہوں نے بیٹے کا ہاتھ پکڑ کر حضور غوث پاک کی خدمت میں لے گئے۔ آپ اس وقت
مسافر خانہ میں کھڑے تھے۔ اور وعظ فرما رہے تھے۔ ہجوم بہت تھا۔ قریب تک نہ پہنچ سکے
دور ہی ایک جگہ باپ اور بیٹا دونوں بیٹھ گئے۔ کتنی ہی دور سہی مگر نگاہ غوثیت
سے کہاں دور بھاگ سکتے تھے۔ چند لمحے بھی نہ گذرے تھے کہ آپ کی نظر فرحت اثر نے
دونوں کو دیکھ لیا۔ اور آواز دیکر قریب بلا لیا۔ اور ان کے باپ سے فرمایا کہ میاں تم
مجھے کچھ بہت نافہم سے آدمی معلوم ہوتے ہو بلا دلیل و حجت تم نے کبھی میرے پاس آنا
گوارا نہ کیا۔ اس کے بعد آپ نے اپنی قمیص پہنائی۔ اور ایک ٹوپی دیکر فرمایا اسے اوڑھ لو
اتفاقاً قمیص الٹی پہن لی گئی تھی کہ اسے سیدھا کرنے کی سعی کا ارادہ ہی کیا تھا وہ
خود بخود سیدھی ہو گئی۔ یہ صورت دیکھ کر شیخ ابو عمر کی یہ حالت ہوئی کہ بے ہوش ہو گئے
جسم میں اسی بے ہوشی سے ایک اضطراب پیدا ہو گیا۔ آپ نے یہ دیکھ کر شیخ ابو عمر سے کہا
کہ انہیں اٹھا کر میرے پاس لے آؤ۔ آپ یہ کہکر قبۃ الاولیا میں چلے گئے۔ جو نہایت
متبرک عمارت تھی۔ شیخ اپنے والد کو لیکر قبۃ الاولیا میں جو گئے۔ تو آپ نے ان کے
پاس جا کر کہا کہ جس کے قائد و رہنما حضور سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہوں اور
جس کا شیخ عبدالقادر ہو۔ تو اسے کیوں کرامت حاصل نہ ہو گی۔ یہ جو کچھ ہے سب تمہاری
کرامت ہے۔

آفاقی عظمت کے آقایانہ مظاہر

خوراک و غذا آپ کی خوراک بالکل سادہ ہوتی تھی۔ بالعموم سادہ اور خشک روٹی کھایا
کرتے تھے جس کے لئے خاص اہتمام کیا جاتا تھا۔ بغداد کے قریب ہی ایک
گاؤں میں آپکے احباب میں سے ایک شخص رہتا تھا۔ وہ خاص احتیاط اور صفائی سے ایک قطعہ
زمین میں آپکے لئے جو بویا کرتا تھا جس کی گڈائی سیرابی وغیرہ میں کوئی مشتبہ اور غیر مطہر ہاتھ
نہ لگنے دیا جاتا تھا۔ جب غلہ پک جاتا تو اسی احتیاط سے کاٹا اور صاف کیا جاتا تھا اور
پاک و صاف جگہ میں رکھا جاتا تھا۔ آپ کے دو دوست جا کر حسب ضرورت اس میں سے
نکال لاتے تھے اور آپکے ایک دوسرے دوست کو سپرد کر دیتے تھے۔ جو باوضو ہو کر اسے پیستے اور ایک با
وضو شخص کے ہاتھ بغداد بھیج دیتے تھے۔ وہاں بھی باوضو شخص آٹا گوندھتا۔ اور روٹیاں پکاتا
اور جب یہ روٹیاں آپکے سامنے آتیں تو آپ ان کے ٹکڑے کرڈالتے اور اس وقت جو فقرا موجود
ہوتے ان میں تقسیم فرما دیتے۔ اور ایک روٹی کے ٹکڑوں سے خود روزہ افطار فرماتے تمام عمر
آپ کا یہی طریق رہا۔

لباس و صفائی صفائی اور پاکیزگی کا آپ کو انتہائی خیال رہتا تھا۔ معمولی سے
معمولی اور غیر محسوس عفونت و بدبو اور لباس کے میلے پن کو آپ
گوارا نہ فرماتے تھے۔ طالب علمی کے زمانہ میں بھی جب کہ آپ پر کئی کئی دن فاقہ گذر جاتا تھا
لباس و بدن کی صفائی میں ناغہ نہیں آیا۔ صبح کے وقت آپ لباس تبدیل فرماتے اور دوسری صبح
دوسرا جوڑا زیب تن فرما کر پہلا جوڑا فقرا و مساکین کو عنایت فرما دیتے اور اس طرح کھانے کے
علاوہ تقسیم لباس کا بھی ایک فیض عام جاری رہتا اور سال میں تین سو ساٹھ جوڑے تقسیم ہو جاتے
تھے نعلین مبارک روزانہ نہیں بلکہ ہر جمعہ بدلوا کر فقرا کو عطا کر دی جاتی تھیں۔
شیخ ابوالفضل احمد بن قاسم قرشی جو بغداد کے مشہور و متمول بزاز تھے۔ روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ
حضور غوث اعظم کا خادم میرے پاس آیا۔ اور کہا کہ مجھے حضرت کے لئے ایک ایسا کپڑا درکار ہے
جس کی قیمت ایک اشرفی فی گز ہو۔ مجھے خیال ہوا کہ جب فقرا ایسا کپڑا پہنیں گے تو بادشاہوں اور
خلفاء کے لئے کون سا کپڑا رہ جائیگا۔ بہرحال میں نے کپڑا دیدیا۔ اس کے بعد میں حسب معمول
حاضر خدمت ہوا حضور بذریعہ مکاشفہ میرے خطرۂ قلب سے واقف ہو چکے تھے میرے
سامنے جاتے ہی فرمایا ابوالفضل مجھے اپنے معبود کی عزت کی قسم ہے کہ جبتک اس کا اشارہ
نہیں ہوتا میں کوئی بیش قیمت کپڑا نہیں پہنتا۔ اس کپڑے کے متعلق بھی مجھے خاص حکم ہوا تھا
کہ اے ابوالفضل یہ لباس نہیں میت کا کفن ہے۔ درویش جب ہزار بار مر چکتا ہے تب اسے
ایک کفن نصیب ہوتا ہے۔
جس قدر عزت و مقبولیت آپ کو حاصل تھی اس کی مثالیں بہت کم ملتی ہیں۔ جب آپ باہر نکلتے اور
جس بازار سے آپ کا گذر ہوتا لوگ مودبانہ دو رویہ صف باندھ کر کھڑے ہو جاتے تھے

فرمانبردار بیویاں چونکہ آپ ہر وقت جمال ربانی کے مشاہدہ میں محو رہتے تھے۔ اور عبادات
و مجاہدات میں مستغرق رہتے تھے۔ اس لئے آپ منزلی و معاشرتی
خصوصاً ازدواجی الجھنوں میں نہ پھنسنا چاہتے تھے لیکن حضور رسول اکرمؐ نے آپ کو حکم دیا

کہ میری سنت پوری کرو۔ اس لئے آپ کو شادی کرنا پڑی۔ آپکے گھر میں بیک وقت چار بیویاں موجود تھیں اور چاروں جمال حضوری معنوی اور محاسن ظاہری و باطنی میں کمال تھیں سب صالحہ عابدہ عالمہ اور جامع الصفات تھیں۔

نیک اولاد

ان چاروں بیویوں سے آپ کے ہاں ۴۹ بچے پیدا ہوئے جن میں ۲۰ لڑکے تھے اور ۲۹ لڑکیاں۔ آپ کی اولاد نرینہ میں زیادہ مشہور بزرگ یہ ہیں۔ حضرت شیخ عبدالوہاب۔ حضرت شیخ عبدالرزاق۔ حضرت شیخ عبدالعزیز۔ حضرت شیخ عبدالجبار۔ حضرت شیخ محمد عیسے۔ حضرت شیخ یحییٰ۔ حضرت شیخ موسیٰ حضرت شیخ ابراہیم۔ حضرت شیخ محمد رح۔ یہ سب علم وفضل میں یکتائے زمانہ تھے آپ کے فرزند حضرت شیخ موسےٰ بہت بڑے عالم و فاضل اور صاحب عرفان کمال تھے۔ اور مدت العمر دمشق ہی میں رہے وہیں مدفون ہوئے۔ شیخ عبدالرزاق رح بھی بڑے جید عالم تھے۔ آپ کی زندگی عسرت و فلاکت میں بسر ہوئی۔ آپکے جنازہ کے ساتھ اس قدر مخلوق تھی کہ مجبوراً جنازہ کی نماز بیرون شہر جاکر پڑھائی گئی حنبلی المذہب تھے۔ حضرت شیخ عبدالوہاب رح نے بڑے بڑے سفر کئے درس و تدریس کے ساتھ فتوے بھی دیتے تھے وعظ و تقریر میں بھی کمال حاصل تھا۔ لوگ آپ کو سر اور آنکھوں پر بٹھلاتے تھے۔

بہترین چمن کے بہترین پھول یعنی حضور غوث الاعظم رح کا وعظ

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے بروز جمعہ [illegible] رجب ۵۴۵ھ صبح کے وقت مدرسہ میں ارشاد فرمایا۔

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا۔ ملعون ملعون من کانت ثقتہ بمخلوق مثلہ۔ ملعون ہے ملعون ہے جس کا اپنے جیسی خلق پر بھروسہ ہے۔ بہت لوگ اس لعنت میں داخل ہیں۔ بہت سی مخلوق سے ایک ہوگا۔ کہ جس کا اللہ پر اعتماد ہو اور جس نے اللہ پر اعتماد کیا۔ فقد استمسک بالعروۃ الوثقیٰ اس نے مضبوط رسی کو پکڑا اور جس نے اپنی جیسی مخلوق پر بھروسہ کیا۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ جس نے مٹھی میں پانی کو بند کیا۔ اپنا ہاتھ کھولا تو اس میں کچھ نہ دیکھا۔

تجھ پر افسوس مخلوق ایک دن یا دو دن یا تین دن یا ایک سال یا دو سال تیری حاجتیں پوری کردے گی۔ آخر کار تجھ سے تنگ آجائیگی۔ تجھ پر لازم ہے کہ اللہ کی صحبت اختیار کرے اور سب مرادیں اسی سے مانگے۔ کیونکہ وہ تجھ سے تنگ نہ آئیگا۔ اور دنیا و آخرت کی حاجتوں میں تجھے رنجیدہ نہ کرے گا۔ خدا پرست کی توحید جب پکی ہو جاتی ہے۔ تو اس کا باپ اور ماں اور اہل اور دوست اور دشمن اور مال اور پڑوس کچھ نہیں رہتا۔ کسی چیز سے اس کو آرام نہیں ملتا۔ اور سوائے دروازہ حق تعالیٰ کے اور اس سے اٹھنے کے کسی چیز سے علاقہ قائم نہیں رہتا۔ درہم اور دینار پر بھروسہ کرنے والے۔ یہ عنقریب تیرے ہاتھ سے نکل جائیں گے ان کا وبال رہ جائے گا۔ جیسے دوسرے کے ہاتھ سے جاتے رہے اسی چھین کر تجھے دئے تاکہ ان کے ذریعہ اپنے مالک کی اطاعت پر مدد حاصل کرے حالانکہ تو نے انکو اپنا بت بنا لیا ہے۔ نادان اللہ ہی کی رضا کے لئے علم پڑھ کر عمل کر کیونکہ وہ تجھے ادب سکھائے گا۔ علم زندگی اور جہل موت ہے۔ صدیق شخص جب علم شریعت سے فارغ ہوتا ہے۔ تو خاص علم۔ علم قلوب و اسرار میں داخل ہوتا ہے جب اس علم میں قرار پاتا ہے تو اللہ کے دین کا بادشاہ بن جاتا ہے امر اور نہی کرتا ہے۔ دیتا ہے اور روکتا ہے۔ اللہ کے اذن کے ساتھ مخلوق میں بادشاہ ہے۔ اللہ کے امر کا حکم دیتا ہے اور جس چیز سے منع کیا ہے روکتا ہے۔

اللہ کے امر کے ساتھ لیتا ہے اور امر کے ساتھ دیتا ہے۔ مخلوق کے ساتھ حکم میں اور اللہ کے ساتھ علم میں ہے حکم دروازے پر پاسبان ہے۔ اور علم گھر کے اندر ہے۔ حکم عام اور علم خاص ہے عارف اللہ کے دروازے پر کھڑا ہے اس کے سپرد معرفت کا علم اور ایسے امور پر اطلاع ہے کہ جن پر اس کے سوا اور کوئی مطلع نہیں ہوا۔ اس کو عطا کا حکم ہوتا ہے تو وہ عطا کرتا ہے اس کو روکنے کا حکم ہوتا ہے تو وہ روک لیتا ہے۔ کھانے کا امر ہوتا ہے تو وہ کھاتا ہے بھوکا رہنے کا امر ہوتا ہے تو بھوکا رہتا ہے۔ ایک شخص پر توجہ کا حکم ہوتا ہے اور ایک سے اعراض کا۔ ایک شخص سے ملاپ کا حکم اور دوسرے پر واپس کرنے کا ہوتا ہے۔ جو شخص اس کی مدد کرے گا مدد کیا جائیگا۔ اور جو شخص اسکو رسوا کرے۔ رسوا کیا جائے گا۔

اولیاء اللہ تمہارے پاس تمہاری منفعت کے لئے رہتے ہیں۔ اپنی حاجتوں کے لئے نہیں وہ مخلوق میں کسی کے محتاج نہیں ہیں۔ مخلوق کی رسیوں کو بٹتے ہیں۔ ان کی بنیادوں کو مضبوط اور ان پر شفقت کرتے ہیں وہ اللہ کی طرف سے دنیا و آخرت کے سردار ہیں تم سے کیا لیتے ہیں تمہارا فائدہ ہے ان کا نہیں انکا شغل ہمیشہ کے لئے خلقت کو نصیحت ہے۔ کیونکہ جو چیز اللہ کی طرف سے ہے۔ قائم اور ہمیشہ ثابت ہے۔ غیر سے نہیں علم اور علمائے باعمل کی خدمت کر۔ اور اس پر صبر کر۔ اگر پہلے علم کی خدمت پر صبر کروگے۔ تو دوسری مرتبہ وہ تمہاری ضرور خدمت کرے گا۔ تیری خدمت پر صبر کرے گا جیسے تو نے اس کی خدمت پر صبر کیا تھا۔ جب تو علم کی خدمت پر صبر کرے گا۔ تو دل کی سمجھ اور نور باطن عطا کیا جائے گا۔ اے قوم سب کام اللہ کے سپرد کرو۔ کیونکہ وہ تمہاری مصلحت تم سے زیادہ جانتا ہے۔ اس کی کشائش کے زیادہ منتظر رہو۔ کیونکہ ایک گھڑی سے دوسری گھڑی کشائش ہے۔ اللہ تعالیٰ کی خدمت کرو۔ اسی کا دروازہ کھولنے کی کوشش کرو۔ اور مخلوق کے دروازے بند کرو۔ کیونکہ وہ تمہیں ایسے عجائبات دکھائیگا۔ کہ جو کبھی تمہارے خیال میں بھی نہیں آئے ہیں۔

تجھ پر افسوس! اگر اللہ چاہے تو تجھے مخلوق کے ہاتھوں سے نفع پہنچائے۔ اور اگر ان کے

ہاتھوں نقصان چاہیگا۔ تو نقصان ہوگا۔ وہی لوگوں کو مسخر اور نرم اور سخت کرنیوالا ہے۔ وہی زندہ اور مارنے والا ہے۔ دینے اور روکنے والا ہے۔ وہی عزت اور ذلت دینے والا ہے۔ اور بیماری و صحت دینے والا ہے۔ وہی شکم سیری اور بھوکا رکھنے والا ہے اور وہی کپڑے پہنانے اور ننگا رکھنے والا ہے۔ وہی احسان کرنے والا اور وحشت میں ڈالنے والا ہے۔ وہی اول و آخر اور ظاہر اور باطن ہے۔ سب کچھ وہی ہے اور دوسرا کوئی نہیں ہے ان باتوں پر دل سے اعتقاد رکھو۔ اور اپنے ظاہر کے ساتھ لوگوں سے حسن معاشرت کرو یہی نیکوں اور پرہیزگاروں کا شغل ہے۔ سب احوال میں خوف خدا رکھتے ہیں۔ خلقت کی دلجوئی اور ان سے اپنی عقلوں کے مطابق باتیں کرتے ہیں۔ ان کا خلق نیک ہو اور کتاب اور سنت کے خلق کے مطابق ہے۔ کتاب و سنت کا ان کو امر کرتے ہیں۔ اگر وہ قبول کریں تو اس پر ان کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اگر وہ کتاب اور سنت سے نکلیں تو مخلوق اور ان کے درمیان کسی قسم کی دوستی نہیں رہتی۔ اللہ کے امر و نہی میں مخلوق کے ساتھ بے شرم ہو اپنے دل کو مسجد بنالے۔ لا تدع مع اللہ احدا۔ اللہ کے ساتھ کسی کو نہ پکار جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔ وان المساجد للہ فلا تدعوا مع اللہ احدا (بے شک مسجدیں اللہ ہی کے لئے ہیں اللہ کے ساتھ اور کسی کو نہ پکارو) جب بندہ کسی درجہ میں ترقی کرتا ہے۔ تو اسلام سے ایمان کی طرف ایمان سے یقین کی طرف۔ یقین سے معرفت کی طرف۔ معرفت سے علم کی طرف۔ علم سے محبت کی طرف۔ محبت سے محبوبیت کی طرف۔ طالب سے مطلوب کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اس وقت سے غافل سے تارک نہیں ہوتا۔ بھولتا ہے تو یاد کر لیتا ہے سوتا ہے تو بیدار ہوتا ہے غافل ہوتا ہے تو ہوشیار ہوتا ہے۔ پھرتا ہے تو متوجہ ہوتا ہے۔ خاموش ہوتا ہے تو گویا ہوتا ہے۔ ہمیشہ بیدار اور صاف رہتا ہے۔ کیونکہ اس کے دل کا ظرف صاف ہو گیا ہے۔ اور ظاہر سے باطن کو دیکھتا ہے۔ اس نے بیداری کو نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ورثے میں پایا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دل جاگتا اور آنکھیں سوتی تھیں۔ جیسے سامنے دیکھتے تھے ویسے ہی پیچھے سے دیکھتے تھے۔ ہر ایک کی بیداری اس کے حال کے اندازے پر ہے۔ کوئی شخص نبی کریم کی بیداری اور آپکے خاصوں کو نہیں پہونچ سکتا ہے سوائے اس امر کے کہ آپ کی امت کے اولیاء اور ابدال جنہوں نے آپ کے کھانے اور پانی سے بچی خوردہ نوش کیا ہے۔ ان کو آپ کے مقامات کے سمندروں سے ایک قطرہ اور آپ کی کرامات کے پہاڑوں سے ایک ذرہ عنایت ہوا ہے۔ کیونکہ یہی لوگ آپکے وارث ہیں۔ دین کو مضبوطی سے پکڑنے والے اور دین کی مدد کرنے والے ہیں۔ آنحضرت کا دربار نبھانے والے اور آپ کے دین علم اور شرع کو پھیلانے والے ہیں۔ آپ پر اور ان کے نائبوں پر اللہ کا سلام اور رحمت تا قیامت نازل ہے۔ مومن پر دنیا جھکی اور اس کا ارادہ و طلب کی۔ اور اسکا دل دنیا سے پر ہو گیا۔ اور دنیا بھی چاہا کہ اس کی مالک ہو جائے۔ مومن نے اس کو طلاق دیکر طلب آخرت کی یہاں تک کہ وہ بھی لگ گئی اور اس کا دل اس سے بھی پر ہو گیا۔ خوف الٰہی اور آخرت کی قید اور اس کی پابندی سے ڈرا۔ اس کا بھی فرض ادا کر کے طلاق دیکر دنیا کے پہلو میں بٹھا دی۔ اور خود اللہ کے دروازے سے جا ملا۔ اس پر خیمہ لگا لیا۔ اور اس کی دہلیز سے تکیہ لگا لیا۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی ملت کا تابعدار ہوا زاہد پہلے تارے ہیں پھر چاند ہیں پھر سورج میں ہے۔ پھر کہتا ہے میں چھپنے والوں کو پسند نہیں کرتا ہوں۔ کہتا ہے میں اپنا چہرہ اسی کی طرف متوجہ کرتا ہوں۔ جس نے کہ آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے۔ سب سے بے رخ ہو کر اور میں مشرکوں سے نہیں ہوں۔ جب اس کا دہلیز پر سہارا محکم ہو جاتا ہے اور اللہ کی معرفت حاصل کر کے طالب صادق ہو جاتا ہے۔ تو دروازہ کھل جاتا ہے اور اس کے قلب کو داخل ہونے کا اذن مل جاتا ہے۔ اس کو اپنے حال کی خبر اور جو کچھ دنیا و آخرت میں ہنیتی ہے سنا دیتا ہے۔ حالانکہ بندہ سے اللہ زیادہ جانتا ہے۔

آفتاب غوثیت کا غروب اور آخری لمحات

آخری روز حضرت عزرائیل ایک اعرابی کی صورت میں آپکے پاس آئے۔ اور ایک نورانی مکتوب آپکے ہاتھ میں دیدیا جس میں تحریر تھا

ھذا المکتوب من المحب الی المحبوب کل نفس ذائقة الموت۔

یہ خط محب کی طرف سے محبوب کو پہونچے۔ ہر انسان کو موت کا مزہ چکھنا ہے آپ نے پڑھ کر مسکرائے۔ تازہ غسل کیا نماز عشاء ادا کی اور دیر تک سر بسجود رہے تمام گھر والوں مریدوں اور معتقدوں کے لئے دعا مانگی۔ اور کئی بار درگاہ صمدیت میں یہ ملتجی: الٰہی امت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحم کر۔ اے مولا امت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے درگذر فرما۔ سجدہ سے سر اٹھایا تو ندا آئی۔ یا ایتھا النفس المطمئنة ارجعی الی ربک راضیة مرضیة فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی۔ اے نفس مطمئنہ اپنے رب کی طرف لوٹ چل تو اس سے راضی ہے وہ تجھ سے راضی پس میرے بندوں میں داخل ہو جا میری جنت میں داخل ہو جا

آپ ۹۱ سال کی عمر میں بروز دوشنبہ ۱۱ ربیع الثانی سنہ ۵۶۱ ہجری میں انتقال فرمایا۔ آپ کے وصال کی خبر سے بغداد بھر میں ایک کہرام مچ گیا اور جس نے جہاں سنا وہیں سے درگاہ شانہ عالیہ کی طرف دوڑ پڑا۔ اور آن کی آن میں ہزارہا مخلوق کا اجتماع ہو گیا۔ جنازہ کے ساتھ اتنا ہجوم تھا کہ کہیں تل رکھنے کو جگہ نہ تھی اور لوگ چیخیں مار مار کر روتے چلے جا رہے تھے۔ بغداد ہی میں مدفون ہوئے۔ آپکے فیوض و برکات اسی شان سے قائم ہیں۔ مزار مرجع خلائق بنا ہوا ہے اور طول و عرض عالم میں آپکا سلسلہ اسی شان و عظمت کے ساتھ پھیلا ہوا ہے۔

اللھم صل علی حبیبی محمد وآلہ وبارک وسلم۔ ضرور لکھا لیا کیجئے۔

آہ خود اپنی نگاہوں سے گرا جاتا ہوں میں

از جناب نثار الملک میر احدی اجمیری

غنچۂ گل کو جو سرگرمِ تمنا پاتا ہوں میں
دیکھ کر نیرنگیاں فطرت کی کھل جاتا ہوں میں
اپنی ناکامی پہ ہم چشموں سے شرماتا ہوں میں
آہ خود اپنی نگاہوں سے گرا جاتا ہوں میں
دیکھ اے افسردگی دکھلا نہ یوں سرگرمیاں
سوزِ غم سے برف کی صورت پگھلا جاتا ہوں میں
گو پہنچتے ہیں چرخ پر میرے خیالاتِ بلند
بے پری میں بھی بہت اونچا اڑا جاتا ہوں میں
جس میں پنہاں ہیں جہاں بھر کی سبق آموزیاں
سننے والو پھر وہی قصہ کو دہراتا ہوں میں
اے جوانو ہو تمہیں زینت دہِ بزمِ حیات
آؤ بیٹھو لو سنبھالو یہ جگہ جاتا ہوں میں
ہو گئی ہے کچھ طبیعت ایسی تنہائی پسند
دیکھنے والوں سے خود نظریں چرا جاتا ہوں میں
کہتا ہے یہ عدم کے جانے والوں سے کوئی
تم ذرا منزل پہ پہونچو تو بھی آتا ہوں میں

وہ کہ جس کے در کے ہیں محتاج شاہانِ جہاں
میر اُس داتا کے آگے ہاتھ پھیلاتا ہوں میں

جو قول ہو انساں کا تصویرِ صداقت ہو

از جناب نثار الملک میر احدی اجمیری

تب لطف ہے جینے کا جب لطفِ مسرت ہو
افکارِ زمانہ سے انسان کو فرصت ہو
ہر دل میں بزرگوں کی توقیر ہو عظمت ہو
آباد نئے سر سے دنیائے سعادت ہو
دنیا کی اگر شوکت مٹتی ہے تو مٹ جائے
دل سے نہ مگر اپنے معدوم شرافت ہو
انسان تو فرشتہ ہے کیا گے جو عداوت سے
وہ قلب ہو آئینہ جس میں نہ کدورت ہو
دیتی ہے مجھے دھوکا اب قوتِ جسمانی
یارب مگر قائم ایمان کی قوت ہو
کامل ہے وہ انسان جس میں ہو یہ دو باتیں
آنکھوں میں مروت ہو ہاتھوں میں سخاوت ہو
وہ بات کہو منہ سے دشمن بھی جسے مانیں
جو قول ہو انساں کا تصویرِ صداقت ہو
جب پاؤں بڑھیں آگے بڑھتے ہی چلے جائیں
دنیا بھی اگر روکے تو پست نہ ہمت ہو

مرغوب ہیں دنیا کو اے میر نئی باتیں
ہر لفظ میں ندرت ہو ہر شعر میں جدت ہو

نکہتِ گل کو بھی دیکھا تو پریشاں دیکھا

(از جناب نثار الملک میر احدی اجمیری)

ہم نے بے عیب اب تک کوئی انساں دیکھا
جس میں کانٹے نہ ہوں ایسا نہ گلستاں دیکھا
اس کو خوشحال ایسے بے سر و ساماں دیکھا
اس خرابات میں دنیا کو پریشاں دیکھا
آ گئیں یاد جوانی کی شگفتہ باتیں
جب گلستاں میں کسی پھول کو خنداں دیکھا
موت سے پھر بھی سکندر کو رہائی نہ ملی
خضر سے جا کے ملا چشمۂ حیواں دیکھا
جن کی تعلیم نے دنیا کی مٹا دی ظلمت
اُن کے ناموں کو زمانے میں درخشاں دیکھا
جن کے قدموں نے بیاباں کو بنایا گلشن
اُن کی تربت پہ درختوں کو گل افشاں دیکھا
باغِ عالم میں سکوں میر کسی کو نہ ملا
نکہتِ گل کو بھی دیکھا تو پریشاں دیکھا

حضرت ناتواں شاہ صاحب

اجمیر شریف میں درگاہ شریف کے قریب اور کوہ بڑے پیر صاحب کے دامن میں حضرت ناتواں شاہ صاحب کا مزار بنا ہوا ہے جس کو ناتواں شاہ کا تکیہ کہتے ہیں امسال ان کے عرس کے موقع پر جو قطعہ جناب نثار الملک میر احدی صاحب اجمیری نے فرمایا ہے۔ ناظرین کرام کی ضیافتِ طبع کے لئے شائع کیا جاتا ہے۔

راہِ حق میں یہ کیا مٹے اے میر ٭ مل گئی عمرِ جاوداں اِن کو
ہے وہ طاقت کہ شاہ جھکتے ہیں ٭ کون کہتا ہے ناتواں ان کو

بارگاہ نبوی میں فریاد

وقت مدد ہے اے بادشاہ کون و مکاں ہر
جس باغ کو تھا آپ نے محنت سے لگایا
جس باغ کو رونق دی ابوبکر و علیؓ نے
سیراب ہوا جس پانی سے سب تو نے زمیں پر
جس دین کے لئے آپ نے فاقہ کئے دن رات
اُس دین کی گرداب میں آ کر پڑی کشتی
ایسا نہیں وقت آیا تھا اسلام پہ پہلے
جو ذلت و رسوائی کا ہر سمت پہ کھلا ہے
سنسان ہوئے جاتے ہیں جو خانۂ معبود
مشغول ہیں ناقوس جرس کا سحر و شام
جو آپ نے دی تھی ہمیں تعلیم اخوت
ظاہر میں تو سب کرتے ہیں اظہار محبت

جو حالت امت ہے وہ سب تم پہ عیاں ہے
جس باغ پہ کی شبّر و شبیرؓ نے جاں ہے
عالم میں نہیں اب کوئی اس کا نگراں ہے
وہ آپ کے گلزار پہ بند آب رواں ہے
جس دین کی شوکت کا کہ معقول جہاں ہے
ڈوبی کوئی دم میں یہی ہر لحظہ گماں ہے
چھایا ہوا دیار کا جو آج سماں ہے
ہے آپ پہ روشن نہیں محتاج بیاں ہے
اللہ کا ہے نام فقط ہو کا مکاں ہے
کم آتی مگر کانوں میں اب بانگ اذاں ہے
کچھ نام کو بھی اس کا نہیں ہم میں نشاں ہے
پر دل میں عداوت حسد و کینہ نہاں ہے

آمادہ ہیں سر پھوڑنے پھڑ دانے پہ باہم
ملتے ہیں جسے نیک لگا دیتے ہیں تہمت
کفار کے حامی ہیں زر و سیم کے مفتوں
کھا لیتے ہیں کفار کی ناپاک غذائیں،
غیرت ہے حمیت ہے نہ احساس اخوت
رخ کرتے نہیں مجلس اسلام کی جانب
مولود و عزا کی جو مجالس ہیں بلائیں
واعظ کا بھی ہے وعظ زمانہ کے مطابق
پیروں کو نہیں حالت اسلام کا احساس
اعمال وہ ہیں جن سے کہ ہے شرک بھی نادم
بدعت کا جو ہے زور تو اسلام کی ذلت
کر واسطے امت کے دعا سرور عالم

بدگوئی و غیبت میں ہر اک تیز زباں ہے
ان حاسدوں کے ہاتھوں بہت تنگ میں جاں ہے
پرواہ نہیں ہوتی جو ایماں کا زیاں ہے
غیرت ہے نہ کچھ حرمت احکام قرآں ہے
ہر بات میں آپس میں چنیں اور چناں ہے
تیزی سے کلب کی طرف ہر ایک رواں ہے
کہدیتے ہیں لیکن نہیں گھر ہی میاں ہے
جو رنگ ہے مجلس کا وہی اس کا بیاں ہے
انکو نہیں معلوم کہ کیا رنگ جہاں ہے
کچھ خوف نہیں اس کا جو خلاق جہاں ہے
یہ دیکھ کے دل سینے میں مجروح و تپاں ہے
ارشاد کی درخواست پہ اے فخر زماں ہے

ہیں نبی بھی عربی اور ہے قرآں عربی

غیر قوموں کی زبانیں تو پڑھیں ہم نے سب
دعوےٰ حب نبی کرتا ہے ہر اک مسلم
ہوئی تقلید میں یورپ کی بسر عمر عزیز
صاف ظاہر ہے نہیں اس میں مجال انکار
ہے یہ لازم کہ زبان عربی سیکھو تم
شکر اللہ کا ہے مثل کتابیں ہیں چھپی

ہو نہ جاتا یہ کبھی کیا ہے زبان عربی
ہے مگر مشغلہ دن رات فقط زر طلبی
جس سے حاصل نہ ہوا کچھ بھی بجز بے ادبی
ہیں نبی بھی عربی اور ہے قرآں عربی
تاکہ ثابت ہو کہ ہے سچی تمہیں حب نبیؐ
جن سے آسان ہوا سیکھنا علم عربی

مضطرب تشنگی علم سے جو رہتا ہو
دور وہ اپنی سہولت سے کرے تشنہ لبی

جب آپ چاروں طرف سے مصیبت میں گھرے ہوں اس وقت آپ اللہ والا دفتر کاتب تقدیر رسالہ سلطان المشائخ سٹریٹ لاہور کی طرف رجوع ہوں اور کلام ربانی کا معجزہ دیکھیں۔ کیونکہ تجربہ بہترین کسوٹی ہے۔

خریدار نمبر

مکرمی و محترمی

السلام علیکم۔ اب آپ کا سالانہ چندہ ماہ میں ختم ہو چکا ہے۔ لہذا گذارش ہے کہ سال آئندہ کیواسطے دو ۲ روپے بذریعہ منی آرڈر ارسال فرما دیں۔ ورنہ آئندہ ماہ مئی کا رسالہ بذریعہ وی پی دو روپے چار آنے کا حاضر خدمت ہوگا۔ جس کا وصول کرنا آپ کی قوت ایمانی اور خواجگان چشت سے الفت محبت کا ثبوت ہوگا۔ اور اگر خدانخواستہ آپ کو رسالہ ہذا کی خریداری آئندہ کے لئے منظور نہ ہو تو بذریعہ کارڈ دفتر کو مطلع فرما دیں۔

(مینیجر)

نوٹ:- جن حضرات کا چندہ ماہ مارچ میں ختم ہو چکا ہے اُن کے لئے یہ آخری اطلاع ہے۔ آئندہ ماہ مئی کا پرچہ وی پی حاضر ہوگا۔ مینجر۔

آفتابِ غوثیت کی ضیاباریاں

عاشقِ دینِ پیمبر بلبلِ بوستانِ حیدر گوہرکانِ گنجشکر واقفِ رازِ خفی و جلی

حضرت قبلہ پیر سید مہر علی شاہ صاحب آستانہ عالیہ گولڑہ شریف

اسلام ایک ایسا مقدس مذہب ہے جس کی پہلی تعلیم یہ ہے کہ جس نے صدقِ دل سے ایک مرتبہ خدا کو وحدہٗ لاشریک مانا اور حضور علیہ السلام کی رسالت پر ایمان لایا اور اسی پر اس کا خاتمہ ہوا۔ وہ کبھی نہیں مرتا۔ روح کا اس جسم سے تعلق منقطع ہوتے ہی اس کو حیاتِ ابدی اور ایک دوسرا عالم ملتا ہے۔ اور وہاں نوع بنوع کی نعیم و نعمات سے متمتع ہوتا ہے۔ جس کو قرآن و حدیث جابجا بیان کرتے ہیں۔ ایمان کی بات تو یہ ہے کہ اس عالمِ لطیف کا بیان حادث لفظوں سے ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ جس قدر بھی قرآن و حدیث میں بیان ہے وہ حق ہے۔ اور مومن کیلئے بشارتِ عظمیٰ۔ دراصل حقیقت حقہ کو وہی خداوند وحدہٗ لاشریک اچھی طرح جانتا ہے۔ یا وہ حضرات جنہوں نے مجاہدہ سے قوائے حیوانی کو فنا کر کے روحانیت کو اس قدر متجلی کر لیا ہے کہ ہیں اس عالم میں لیکن اس عالم کی خبر رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں طرح طرح کی تاکید سے فرمایا ہے کہ جو میری محبت میں مرتا ہے اس کو مردہ نہ کہو۔ وہ کھاتے پیتے عیش و نشاط کرتے ہیں لیکن تم شعور نہیں کر سکتے۔ انہیں اپنے چاہنے والوں کو اولیاء کے معزز خطاب سے سرفراز فرمایا۔ اور طرح طرح کے انعام سے دو جہان میں مالا مال کیا۔ یہی وہ عاشقانِ الٰہی ہیں کہ جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے نقشِ قدم پر تمام عمر چل کر محبتِ الٰہی میں فنا ہو جاتے ہیں۔ اور پھر بھی بقا حاصل کرتے ہیں کہ جس کو فنا نہیں۔

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوامِ ما

ہم دیکھتے ہیں کہ آجکل خوش عقیدہ حضرات اس امر کے متمنی رہتے ہیں کہ اگر ان کو کسی بزرگ اہل اللہ کے احوالِ زندگی سناؤ۔ اور اس بزرگ کی چھوٹی بچی کرامتوں کا طومار باندھو تو اُن کی بزرگی مسلم۔ ورنہ کچھ نہیں۔ لہٰذا جاننا چاہئے کہ جب یہ اہل اللہ ہیں۔ تو ان کی موت ان کی حیات سب کچھ خداوند عالم کے ساتھ وابستہ ہے۔ کرامت کی کیا کمی۔ بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ اس قصہ گوئی اور افسانہ خوانی میں ان اہل اللہ کی ذاتی خوبیاں احوال زندگی سب کچھ مخفی رہ جاتے ہیں۔ ہاں ان حضرات کی تمدن و تعامل زندگی اور ان کا متبع شریعت و طریقت ہونا دکھاؤ جس سے اسلام میں فقر الی اللہ کی رغبت پیدا ہو۔

آج ہمیں حضرت قبلہ پیر سید مہر علیشاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی حالاتِ زندگی پر روشنی ڈالنا ہے۔ سب سے اول یہ عرض کرنا ہے کہ لائق باپ کے لائق ہی بیٹے ہوا کرتے ہیں۔ اور بہت سے حضرات ابھی بقید حیات موجود ہیں کہ جنہوں نے حضرت ممدوح کی کشف و کرامت کا مشاہدہ کیا ہے۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ آپ کا سلسلۂ نسب حضور غوث الاعظم محبوب سبحانی شہبازِ لامکانی حضرت محی الدین عبد القادر شاہ جیلانی تک پہونچتا ہے۔ آپ کے فیوضات و برکات کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا ہے سینکڑوں جلیل القدر عالم فاضل صاحبِ کمال مرید مشرق سے مغرب تک پھیلے ہوئے ہیں۔ جن کے دروازے پر بڑے بڑے شاہانِ عالم سر جھکاتے ہیں۔ جن کے گھر میں علم ظاہری و باطنی کا دریا موجیں مار رہا ہے۔ وہ عاشقِ دینِ پیمبر۔ بلبلِ بوستانِ حیدر۔ گوہرکانِ گنجشکر رونقِ محفلِ غریب نواز نے اس سنگلاخ زمین پر اپنا ڈیرہ جمایا۔ اور اس پہاڑی علاقہ کو عرفانِ الٰہی کی تجلیات انوارِ وحدت کی ضیاباریاں سے مالا مال کر دیا جس سرزمین کا ذرہ ذرہ حمد و نعت کے دلنواز روح پرور نغمے سنا رہا ہے۔ ؎

عجب دار الشفا ہے گولڑے میں	ہر اک دکھ کی دوا ہے گولڑے میں
محمد مصطفیٰ ہے گولڑے میں	علی مرتضیٰ ہے گولڑے میں
رخِ مہر علی شمس الضحیٰ کی	عجب پھیلی ضیا ہے گولڑے میں
تھے میکش جس کے منصور اور سرمد	وہ میخانہ کھلا ہے گولڑے میں
بجھالو پیاس اپنی آ کے پیاسو	کہ کوثر لٹ رہا ہے گولڑے میں
ادھر آؤ حرم کو جانے والو	خدا جلوہ نما ہے گولڑے میں

تم ہے پردہ مہر علیؒ میں چھپا غوث الوریٰ ہے گولڑے میں
میری آنکھوں سے دیکھے کوئی قبلے وہ انساں یا خدا ہے گولڑے میں

یا حضرت خواجہ مہر علی رحمۃ اللہ علیہ

اے مظہر شمس سپہر ضیاء یا حضرت خواجہ مہر علیؒ
تم غوثؒ کے ماہ تمامی ہو اور چشتی خاص نظامیؒ
تم پھول ہو یکتا پھولوں میں خاص اللہ کے مقبولوں میں
جو در پہ تمہارے آتا ہے جو منہ سے مانگے پاتا ہے،
ظاہر میں تو گولڑے رہتے ہو باطن میں ہو عرش کی زینت تم
عیسےٰ پہ نگاہ لطف کرو۔ داماں تہی اب اس کا بھر دو

اے ماہ منوّر نور خدا یا حضرت خواجہ مہر علیؒ
ہو دونوں گھروں کی آپ چلا یا حضرت خواجہ مہر علیؒ
ہو رنگ بہار۔ قادریا یا حضرت خواجہ مہر علیؒ
عرفان کی دولت دی ہے لٹا یا حضرت خواجہ مہر علیؒ
کیا پردہ نشیں پردہ ہے رکھا یا حضرت خواجہ مہر علیؒ
بغداد کے والی کا صدقہ یا حضرت خواجہ مہر علیؒ

ہم نے مارچ کے پرچہ میں اعلان کیا تھا کہ حضرت قبلہ پیر سید مہر علیشاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کے حالات اپریل میں شائع کریں گے۔ نہایت افسوس سے عرض کرنا پڑا کہ باوجود انتہائی کوشش کے ہم ناکام رہے اور حضور ممدوح کے صحیح حالات ہمیں دستیاب نہ ہو سکے۔ لہذا ملفوظات کے ارشادات سے چند اقتباسات تیمناً و تبرکاً درج کئے جاتے ہیں۔ (اڈیٹر)

اللہ تعالیٰ کی شان کریمی

جناب صاحبزادہ محمود صاحب تونسوی کو ۱۸ ستمبر سنہ ۱۹۲۴ء کو تحریر فرمایا۔

غالباً جناب کو میرے عریضہ میں لفظ پیری نظر سے گذرا ہوگا۔

چہل سال عمر عزیزت گذشت
مزاج تو از حال طفلی نگشت

الٰہی بار در ناتواں بندہ تیرا باوجود اس کے کہ پیری و شاہد پرستی ناخوش است اس کی پیری کو زیر نظر فرماتے ہوئے اس کے اعمال کو نظر انداز فرما۔ اور عفو بخشش کر۔ حضرت شیخ اکبر رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں۔ کہ حشر کے دن ایک معمر سفید ریش سیاہ جریدہ سے پوچھا جائیگا۔ کہ تم نے ہمارے احکام کی تعمیل کی ہے۔ یا کیا۔ جواباً خوف کے مارے سراسر جھوٹ کہیگا۔ کہ الٰہی میں نے تیرے سب احکام کی تعمیل کی یہ کیا وہ کیا۔ ملائکہ کو حکم ہوگا کہ اس کو جنت میں داخل کردو۔ ملائکہ عرض کرینگے الٰہی تو علام الغیوب ہے۔ یہ سراسر جھوٹ کہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا بیشک میں جانتا ہوں کہ اس نے سراسر جھوٹ کہا ہے۔ مگر مجھے اس کی سفید داڑھی سے حیا آگئی ہے۔ لہذا تیرے نیاز مند نے بھی پیری کو سامنے رکھکر معافی چاہی نہ یہ کہ طوق غلامی میرے گلے سے نکال جائے۔ اور نہ سعدی

علیہ الرحمۃ اس جرم کے مرتکب ہیں۔ اور نہ ہی یہ ہو سکتا ہے۔ العبد عبد والرب رب گو شہود میں انا الحق ھو الحق انت الحق کوئی کہتا پھرے۔ پھر وہی بات ہوئی ؎

نکالیں کیونکر دل سے اس کماں برشکے پیکاں کو
نہ پیکاں دل کو چھوڑے ہے نہ دل چھوڑے ہے پیکاں کو

رسول اکرم کی فضیلت

مولوی فضل احمد صاحب مسئلہ افضلیت میں آپ حق بجانب ہیں۔ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مساجد کی افضلیت کا معتقد ہے۔ وہ سراسر لسان شریعت و لسان حقیقت سے بے بہرہ ہے۔ فقہاء و محدثین و سائر علماء اسلام کا اس پر اتفاق ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم افضل المخلوقات ہیں۔ حتیٰ کہ مساجد و سائر امکنہ متبرکہ و عرش و کرسی سے۔ اور بحسب لسان حقیقت اعیان و اسماء سب ظہورات ہیں۔ حقیقت محمدیہ کا بنا بر اعلیہ افضلیت اس کی سلسلہ صفات پر ٹھیری۔ مسقط کون ہو یا غیر اس کا۔ لہذا واعظ صاحب کو بوجہ عدم رسائی بہتی علیہ۔ دوسرے حیلہ افضلیت علی القرآن میں بھی جاہل کہنا نامناسب نہیں۔ دستخط حضرت قبلہ عالم۔

مرنیکے بعد روح کہاں جاتا ہے

میاں الطاف حسین صاحب کو ۲۷ اگست سنہ ۱۹۲۵ء کو تحریر فرمایا۔ سوال مردہ کی روح مرنیکے بعد کہاں جاتی ہے آیا جواب ہی میں ماخوذ ہو جاتی ہے۔ یا دنیا میں جسم عنصری کے اوپر پرواز کرتی رہتی ہے۔ جیسا کہ بعض اہل ہنود کا خیال ہے۔ مومنین کی روح افلاک سبعہ سے اوپر بمقام علیین میں اور کفار کی اسفل السافلین

میں قیام پذیر ہوتی ہے۔ صرف جوابدہی کے لئے جسم عنصری کے ساتھ تعلق دیا جاتا ہے
جس کا اثر دیگر گونہ حیات ہے۔ نہ یہ حیات دنیوی جو منشاء تغذی اور چلنے پھرنے
کا ہے۔ جواب دینے کے بعد یہ تعلق بھی نہیں رہتا۔

دنیا میں روح حقیقی جو قل الروح من امر ربی سے مراد ہے۔ روح ہوائی
کے ساتھ راکب اور مرکب کا تعلق رکھتا ہے۔ بعد الموت روح ہوائی بعنوان دیگر بخار
لطیف معہ جسم عنصری کے فنا ہو جاتے ہیں۔ اور روح حقیقی کو بجائے روح ہوائی کے
ایک اور روح برزخی سواری کے لئے ملتا ہے۔ جو عالم مثال میں سے ہے۔ دنیا میں بھی
اور بعد الممات عالم مثال میں بھی یہ مرکب جسے لتسمیہ سے تعبیر کرتے ہیں۔ روزن ہے
قبول فیضان کے لئے روح حقیقی سے جو عالم قدس میں ہے۔ اس اجمال کی تفصیل کے
لئے کافی اوراق کی ضرورت ہے۔

کیا بارہ سال سے کم سن بچے کے ساتھ بھی وہی سلوک ہوتا ہے۔ جو بڑوں کے
ساتھ ہوتا ہے۔ یا کچھ رعایت ملتی ہے؟

مومنوں کے نابالغ بچے جنت میں اور ایسا ہی کفار کے بھی بقول بعض قیام پذیر
ہوتے ہیں۔

کیا یہ درست ہے کہ جہاں آدمی مرتا ہے وہاں چالیس روز تک اُس کی روح آتی ہے
(جواب) روح کا آنا تو نہیں۔ البتہ ایک گونہ تعلق اور لگاؤ خاص طور پر ضرور رہتا ہے۔

نیکوں کی صحبت سے بُرے بخشے جائیں گے۔

بجواب آنکہ فرشتہ بن کر کہیں تو اور آدمی بن کر کہیں تو بھی نامناسب نہیں۔ سیدنا حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ السلام
کا سوال اگر ولکن لیطمئن قلبی کے لئے تھا۔ تو یہی طرح ملائکہ کا استفسار بھی
ولکن لیطمئن لنفوسنا پر مبنی تھا۔ نہ از روئے انکار و اعتراض و حسد
اور اسی قسم کے استفادات و استفسارات عصمت مسلمہ فی الملائکہ والانبیاء
علیہم السلام کے لئے منافی نہیں۔ استفسارات کذائیہ دفعاً للجہل والتحیّر
صحابہ کرام علیہم الرضوان کے بحضور نبوی اور ملائکہ سے بجناب باری عزاسمہ
سرزد ہوتے رہے ہیں۔ کتب صحاح بکثرت ایسے واقعات سے مملو ہیں مثلاً
حدیبیہ میں قول فاروق اعظم رضہ السنا علی الحق یا رسول اللہ صلعم و سوال
ملائکہ دفعاً للجہل دربارہ ادخال عاصی جنت میں کما فی البخاری وغیرہ،
اس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ جناب کا آخری نوٹ اگر جسارت سمجھی جائے تو
فرشتہ بن کر عرض کیا ہے نہ آدمی بن کر الخ جسارت ہے، دربارہ معصومین
اُن کا من یفسد فیہا ویسفک الدماء کہنا از قبیل اظہار
موجب تعجب تھا نہ از روئے حسد ایسا ہی ونحن نسبح بحمدک
ونقدس لک۔ بوجہ تکبر و خود پسندی نہ تھا۔ بلکہ تعجب سے تھا۔
بخاری میں ہے ایک گنہگار کے لئے جس کا نامہ اعمال گناہوں سے پُر ہوگا حکم ہوگا
اس کو بہشت میں لے جاؤ۔ ملائکہ عرض کریں گے کہ الٰہنا تو علام الغیوب ہے
اس کا اعمال نامہ گناہوں سے بھرا ہوا ہے۔ حکم ہوگا کہ بے شک بھرا ہوا ہے۔ مگر
دُنیا میں یہ عاصی میرے ایک مقبول بندے کے پاس حاضر ہوتا تھا۔ اس پر ملائکہ
عرض کریں گے کہ یہ دنیاوی غرض کے لئے جاتا تھا۔ نہ کہ للہ۔ حکم ہوگا جس غرض
بھی جاتا تھا میں اپنے بندوں سے وعدہ کر چکا ہوں۔ ھم قوم لا یشقی
جلیسہم۔

لطف مدینہ شریف میں حاضری کی تمنا

عزیزی محمد حیات۔ السلام علیکم۔ اس میں شک نہیں کہ حق سبحانہ وتعالیٰ
سمیع و بصیر علیم علی الاطلاق ہے۔ کوئی امر اس سے پوشیدہ نہیں۔ مگر
گنہگاروں کے معروض نجات طلبی کا ضروری طور پر محل اجابت تک پہنچنا
اپنے حبیب اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وساطت و سفارش پر موقوف ہے
کما قال ولو انّھم اذ ظلموا انفسھم جاؤک فاستغفروا
اللہ واستغفر لھم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما
روضۂ مطہرہ علے صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے سامنے حاضر ہو کر اس آیت کو
پڑھ کر عرض کرو۔ کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم سراپا گنہگار حضور میں
حاضر ہوئے ہیں۔ آپ بدرگاہ مجیب الدعوات ہماری سفارش فرمادیں۔ تاکہ غفار
الذنوب اپنے سچے وعدہ کے مطابق ہمیں مغفرت عطا فرمائے اور یہ

غریق بحر عصیاں ہر شاہ کو — مدینے جلد بلوایا تو ہوتا
نرالی جھلک دکھلا کر بیا ہے — بتوں سے سجدہ کروایا تو ہوتا

اللھم صل علے سیدنا محمد وعلے آل سیدنا محمد قدر حسنہ وجمالہ

پڑے ہیں رہے کوچے میں تیرے — کبھی ٹھوکر سے جھٹکایا تو ہوتا

فتحیابی مقدمہ کا وظیفہ

ایک مرید کے دریافت کرنے پر حضرت قبلہ نے فرمایا۔ باوضو آیۃ الکرسی گیارہ بار
اور سورہ اخلاص ۲۵ بار پڑھ کر دونوں ہاتھوں پر دم کر کے منہ پر پھیر
کر پیش ہو جائیں۔ کھیعص کفایتنا حمعسق حمایتنا

اللہ مسبب الاسباب ہے

میاں محمد چراغ صاحب کو حضرت قبلہ نے تحریر فرمایا
مضطربانہ تحریر پہونچی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ذیل

نہ کرے. عزیز عالم اسباب ہے. تمسک بہ سبب ظاہری یا باطنی ضروری اور
برخلاف اس کے محال عادی. یعنی عادت اللہ نہیں کہ بغیر اسباب کارروائی فرمائے
باطنی سبب عرصہ مدیدہ سے کہا گیا تھا میری رائے میں ممکن نہیں. کہ کما ینبغی
شغل یا رابطہ خالی جائے. پھر بھی بہر کیف دعا گو ہوں. تمہاری ذلت ذات اللہ
نہ دکھلائے. اور امید ہے کہ نہ دکھلائے گا.

عشق الٰہی اور اخلاص و توکل

میاں فخرالدین صاحب کو حضرت قبلہ نے تحریر فرمایا. مہربان من سورۂ اخلاص
نہ صرف دفع ہم و غم کے لئے ہے. بلکہ جو کچھ آپ نے لکھا ہے سب کی دوا ہے. دفع
ہم و غم مغفرت گناہان. رضائے الٰہی. عشق الٰہی. اخلاص توکل وغیرہ وغیرہ
جن کو مفصل لکھنا امر محال ہے. یہ وہ نعمت عظمےٰ ہے کہ جس سے اعراض کر کر
کشف و استخارہ کی طرف متوجہ ہونا. عاشق کے لئے موت کا سامنا ہے.

معذور دارمت کہ تو او را نہ دیدۂ

ستر دفعہ استغفار کی بھی اجازت ہے. دوا وہی آپ استعمال فرماویں جس سے
آپ کو پہلے کچھ فائدہ معلوم ہوا ہے. کسی مخلص نے ہمارے سامنے شنگرف کی
تعریف کی تھی. لہذا میں نے آپ کو لکھا تھا. مگر مجرب غیر مجرب سے اولیٰ ہے
سورۂ اخلاص اگر ہزار دفعہ نوافل رات میں ہو تو اپنی قسمت ورنہ سو ہی
سہی. اس کا نتیجہ وہ مقام ہے. جس سے پہنچنے کے لئے قُل بل ملّۃ
ابراھیم حنیفاً. فرمایا گیا ہے. اس کا ثمرہ سیری اور غنا ہے جس سے
مازاغ البصر و ماطغیٰ پتہ دے رہا ہے. کہاں وہ استخارہ و استکشاف
اور کہاں یہ دولت شہود.

نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم
چو غلام آفتابم ہم ز آفتاب گویم

حق حق حق. کجا رفتم. و چہ مے نویسم. برادر خیر الکلام ما قلّ و دل
مطلب خود را ازیں چند سطور دریاب ورنہ تو معذوری کہ مجبوری و ما
راست گویم کہ بر دیدۂ خود بودیم. از خود نہ گویم کہ ہمہ ادیم من بعد معذور
دارندہ کہ بدیں مامورم والسلام.

سجادہ نشین تونسہ شریف کا خط

ذیل کا خط حضرت اقدس سجادہ نشین صاحب تونسہ شریف نے حضرت
قبلۂ عالم گولڑہ شریف کو لکھا تھا.

دل تھا سو تیرے عشق میں آگے ہی دے چکے ، اک سر رہا سو اس سے بھی اب ہاتھ دھو چکے
اب کیا رہا کہ اس سے رقیبوں کا ڈر کریں ، ہم تو بڑوں کی جان کو پہلے ہی رو چکے

حضرت قبلہ عالم گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے جواب.

دل سے کو دور رہے تھے بامید مرحمت ، مارے مرے تھے اُلٹے مجرم بھی ہو چکے
جادو بھری رنگیلی پر فن نگاہ کسی کی ، پھر ہم بھی اُن کے سامنے ملزم بھی ہو چکے
بردوں کو جلاتے پیچھے کھیلوں کو دیکھے ، در در رلا کے ہم کو پھر خود ہی رو چکے
فتنے میں بھی شرابی بنا جھٹک کے دوڑا ، پیتم پیارا اللہ پڑھتے بھی سو چکے
چتون ہے بس ادا کی شوخی ہے کس بلا کی ، یا اُن کا کچھ ہے بگڑا یا ہم ہی ہو چکے
بابا کے در پڑے ہیں. ٹھہرا سپہ ہے توقع
یا وہ سنور گئے اب یا ہم ہی ہو چکے

اپنے نفس کو دیکھا

حضرت شیخ رضی اللہ عنہ فتوحات کے ۲۸۶ باب میں فرماتے ہیں. جب میں داخل ہوا اس منزل میں تجلی ہوئی
میرے لئے اس نور میں. جس کے لئے شعاع نہیں. پس دیکھا میں نے اُسکو اور اپنے
نفس کو اور دیکھا میں نے سب اشیاء کو اپنے نفس کے ساتھ اس کے بعد لکھتے ہیں پس
دیکھا میں نے اس مشہد عظیم حسی اور صوری کو نہ عقلی اور معنوی کو پس ظاہر ہوا میرے
لئے اس تجلی میں چھوٹی چیز میں بڑی چیز کا سما جانا. بغیر اس کے کہ چھوٹی چیز کو بڑا
کیا جائے. اور بغیر اس کے کہ بڑی اور کشادہ چیز کو چھوٹا یا تنگ کیا جائے بلکہ
مثلاً اونٹ کا سما جانا سوئی کے سوراخ میں یہ مشاہدہ کیساتھ ہوا نہ ساتھ
صرف خیال کے.

اسلام کی موجودہ حالت

اسلام اور اہلِ اسلام کی موجودہ مسکنت کی وجہ موجودہ زمانہ میں اسلام اور اہلِ اسلام
کی غربت کی وجہ بآسانی سمجھ میں آسکتی ہے. حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے. کہ
دین اسلام اول بھی غریب تھا اور آخر میں بھی غریبوں ہی میں رہے گا. پس بہر کیف
لامحالہ مخبر صادق صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئی نے سچا ہونا ہی ہے. اس
پیشگوئی کا معیار صداقت یہ ہے کہ موجودہ مسلمانوں کی طبیعتیں ظاہری اور فانی
مال و عزت کی طرف مائل ہوئیں. و لو حصلت بطریق حرام اسلام اور
جاودانی عزت کا خیال بالکل جاتا رہا ہے.

مرحبا اے بلبل بستان چشت ، باز گو از گو مگو آں سرنوشت
نور چشم مصطفےٰ و مرتضےٰ ، سید حسنی حسینی مہ لقا

عورتوں کی موجودہ حالت

اسپین کی شوخ وطرار عورتوں کی زندہ دلی ملاحظہ ہو کہ یہ عورتیں کئی سال سے حکومت اسپین سے مطالبہ کر رہی ہیں کہ ان کو مادر زاد برہنہ رہنے کا قانونی حق دیا جائے۔ چنانچہ اس عریانی کے جائز اور حق بجانب مطالبہ کے لئے پچھلے دنوں مادر زاد برہنہ ہو کر ایک نہایت شاندار جلوس بھی نکالا تھا۔ اس جلوس میں تین سو قریب مادر زاد برہنہ عورتیں اور لڑکیاں اسپین کے باشندوں کو جس طرح دعوت نظارہ دے رہی تھیں۔ وہ منظر قابل دید تھا۔ ان عورتوں کے برہنہ جلوس سے بھی کہیں زیادہ دلچسپ ان پولیس والوں کی حرکتیں تھیں جو برہنہ عورتوں کو پکڑ پکڑ کر زبردستی کپڑے پہنانے کی کوشش کر رہے تھے۔ غرضیکہ یہ جلوس اپنی نوعیت کے لحاظ سے ایک ایسا جلوس تھا کہ جس کی مثال ڈھونڈے سے بھی نہیں ملتی

اب ان عریانی پسند عورتوں نے ایک اور جدت کی ہے۔ ان ننگی عورتوں کی انجمن کی جانب سے میڈرڈ دارالسلطنت اسپین میں متعدد پوسٹر شائع کئے گئے ہیں جن پر حسب ذیل عبارتیں لکھی ہوئی ہیں۔

عُریانی ہمارا پیدائشی حق ہے۔ عُریانی حسن و تندرستی کی ضامن ہے۔ عُریانی قدرت کا بہترین عطیہ ہے۔ انسان عریان آیا ہے اُسے عُریان رہنا چاہئے۔ عُریانی کو روکنا قوم کی تندرستی کو برباد کرنا ہے۔

مختلف پوسٹروں پر مندرجہ بالا عبارت لکھی ہوئی ہے۔ اور ہر عبارت کے نیچے مادر زاد برہنہ عورت کی تصویر ہے۔ تصویر میں برہنہ عورتیں بے تکلفی کے ساتھ کھڑی ہوئی ہیں۔ اور پوسٹر پڑھنے والوں کو اپنی عریانی کیطرف متوجہ کر رہی ہیں معلوم ہوا ہے کہ میڈرڈ کی پولیس ان پوسٹروں کو اکھاڑتی پھر رہی ہے اور عُریانی کے اس جدید پروپیگنڈہ سے بیحد پریشان ہے۔ یہ ہے نئی تہذیب کا ادنےٰ نمونہ آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا۔

ہندوستانی عورت خواتین اسپین کے ساتھ اب ذرا ہندوستانی عورت خصوصاً خواتین اسلام پر بھی ایک نظر ڈالئے۔ کہ وہ پیدائشی حق سے دست بردار ہو کر وطنی حق کی طلب میں اپنا سب کچھ قربان کر رہی ہیں۔ ہندوستان کی دیگر اقوام پر تو مذہبی حیثیت سے لباس وغیرہ پر تو کوئی قیود نہیں تھا۔ اس لئے وہ جب چاہتی ہیں۔ رفتار زمانہ سے متاثر ہو کر گرگٹ کی طرح رنگ بدل سکتی ہیں۔ لیکن وہ قوم کہ جو شرافت و انسانیت اور حیا کا درس دینے آئی تھی۔ آج وہ بھی رفتار زمانہ سے اثر انداز ہو کر عریانی کی طرف عمل پیرا ہے۔ آج وہ عورت نہ صرف عورت کہلانے کی حقدار ہو سکتی ہے۔ بلکہ خارج از دائرۂ شرافت سمجھی جائے گی۔ جو ساری و جمپر میں ملبوس ہو کر اپنی سڈول باہوں اور سینہ کی عُریانی کیطرف نامحرموں کو دعوت نظارہ نہ دے۔ گو شریعت کی نظر میں ایسی عورت برہنہ کہی جائے گی۔ لیکن یہ تبرکات ہیں تعلیم جدید کے جو شرافت اور انسانیت کے ہاتھوں حیاداروں کو تقسیم ہو رہے ہیں۔

اب خواتین کے ساتھ لڑکیاں بھی شاہراہ ترقی پر گامزن نظر آنے لگیں ہیں۔ بقول شخصے ؎

حیا و شرم کی منت بڑھا کر دل کی مرضی پر
سر بازار پڑھنے کے بہانے لڑکیاں نکلیں

اور وہ بھی کون سی تعلیم جس میں نہ اپنوں کا ادب اور نہ غیروں کا لحاظ۔ نہ شرافت کا پاس۔ نہ حیا کی اجارہ داری۔ اور نہ مذہب و وفاداری کا سبق۔ بلکہ ہر اوراق اس کے برعکس۔

مسلم اسکول کی طالبات سب سے زیادہ قابل مبارکباد ہیں وہ ہستیاں جو اسکول مذکور کی منتظم کار اور سیاہ سفید کی مالک کہی جا سکتی ہیں۔ اس کے بعد وہ والدین جو اپنی لڑکیوں کو داخل اسکول کرنیکے بعد اس کی بھی خبر نہیں رکھتے کہ کیا ہو رہا ہے۔

ترقی کی پہلی منزل ہم کارکنان اسکول اور ان طالبات کے والدین کی خدمت میں مبارکباد پیش کرینگے کہ جن کی صاحبزادیوں نے حلیم کالج میں کیلاش اردو ڈبیٹ میں حصہ لیکر یہ ثابت کر دیا کہ زمانہ ترقی کا ہے قدم آگے بڑھائے جاؤ اور تعلیم جدید کی قربان گاہ پر حیا کی بھینٹ چڑھائے جاؤ۔ زمانہ کی رفتار اور روزانہ کے ظہور میں آنے والے واقعات ہمارا دامن تھامے ہم سے پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ بدل جائینگی رسمیں نیا دور آئے گا ایسا ؎ کہ پہلے رخصتیں ہو جائینگی پھر شادیاں ہوں گی لیکن زمانہ ایک نہیں ہزار سبق پڑھائے۔ تو کیا۔ جبکہ ؎

پسند طبع آتی منزلی آزادیاں نکلیں ؏ ملا کر خاک میں غیرت کو غیرت ایمان نکلیں۔

تصوف اور صوفیہ سے کیا مراد ہے؟

امام قشیری اپنے رسالہ میں لکھتے ہیں کہ عصر اول میں مسلمانوں کا نام برکت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صحابہ رکھا گیا۔ اور عصر ثانی میں جن لوگوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی صحبت پائی ان کا نام تابعین رکھا گیا۔ اور ان کے بعد تبع تابعین رکھا گیا۔ اور ان کے بعد لوگوں میں اختلاف ہو گیا۔ یہاں تک کہ بعض لوگوں نے اپنے فرقہ کا نام زہاد اور کسی نے عباد رکھ لیا اور لوگوں میں بدعت پھیل گئی ہر ایک شخص اپنے کو فرقہ زہاد و عباد سے کہنے لگا۔ اور زاہد و عابد ہونے کا مدعی ہو گیا۔ حتی کہ اس وقت جو لوگ صحابہ کرام کے طریقہ پر تھے۔ وہ اہل سنت والجماعت تھے۔ اور وہ طریقہ سنت والجماعت کہتے تھے۔ اور بدعتیوں سے اپنے آپ کو بچاتے تھے یہ لوگ اولیاء اللہ تھے جو ان فرقوں سے علیحدہ تھے۔ گو فرقہ زہاد و عباد کا نام دوسری صدی ہجری کے ختم ہونے سے پہلے ختم ہو گیا۔ مگر مشائخ کرام کا سلسلہ تا بہ قیامت جاری رہیگا۔

اب میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ صوفیہ سے کیا مراد ہے۔ چونکہ تصوف لفظ تفعل سے ہے۔ اور تفعل تکلف کا مقتضی ہے یہ فرع ایک اصل کی ہے اور اس کے معنی کا فرق لغت اور معنے سے ظاہر ہے۔ حضرات صوفیہ نے اس کے تین درجے قرار دئے ہیں۔ ایک صوفی دوسرا متصوف تیسرا مستصوف اس سے معلوم ہوا ہے کہ صوفی وہ ہے کہ جو اپنے سے فانی ہو اور حق سے واصل ہو۔ اور حقیقت حقائق تک پہنچ گیا ہو اور متصوف وہ ہے کہ جو مجاہدے سے صوفی کے درجہ کی طلب رکھتا ہو۔ اور مستصوف وہ ہے کہ جو دنیا کے لئے اپنے آپ کو ان کی طرح رکھتا ہو۔ اور صوفی و تصوف کی اس کو کچھ خبر نہ ہو۔ ایسے ہی شخص کی نسبت کہا گیا ہے۔ المستصوف عند الصوفیہ کالذباب وعند غیرھم کالذئاب یعنی صوفیہ کے نزدیک مستصوف مثل مکھی کے ہے۔ جو کچھ وہ کرتا ہے جو کچھ وہ کرتا ہے ایک ہوس ہے اور دوسرے کے نزدیک بھیڑیا ہے۔ کہ ان کو پھاڑ کھاتا ہے۔ اور یہ باتیں اسکی بیوقار اور کام ان کے بیجان اور مردار ہیں۔ اب اس کو یوں سمجھنا چاہئے کہ صوفی صاحب وصول ہے اور متصوف صاحب اصول اور مستصوف صاحب فضول ہے پس جس کو وصل نصیب ہوا وہ مقصود پانے اور مراد ملنے سے مقصود اور مراد سے بے مراد ہوا۔ اور جس کو اصول نصیب ہوئی وہ احوال طریقت پر متمکن ہوا اور اس کے لطائف میں عاکف اور محکم اور جس کو فضول نصیب ہوا وہ سب سے الگ رہا۔ اور ایک رسم کا عامل ہوا۔ اور اس رسم کی وجہ سے اس سے محجوب و غافل ہوا اور اس حجاب سے وصل و اصل سے دور رہا۔

حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نفحات الانس میں لکھتے ہیں کہ مراتب وجود کے اعتبار سے اختلاف درجات تین ہیں اول مرتبہ واصلان کاملان کا ہے۔ یہ طبقہ اعلیٰ ہے اور یہی سابقین و مقربان سے ہیں۔ دوسرا مرتبہ سالکان طریق کمال کا ہے۔ یہ طبقہ وسطی ہے اور یہ ابرار و اصحاب یمین سے ہیں تیسرا مرتبہ مقیمان خاک نقصان کا ہے۔ یہ طبقہ سفلی ہے اور اشرار اور اصحاب شمال میں سے ہے۔ انبیاء علیہم السلام کے بعد اہل وصول کے دو طائفے ہیں اول طائفہ مشائخ صوفیہ کرام کا ہے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول و فعل کی متابعت کی ہے اور اس سے وصول کا مرتبہ پایا ہے اور بعد از حصول ہدایت خلق کے لئے بطریق متابعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مامور ہوئے ہیں۔ یہ طائفہ کاملان مکمل کا ہے جنہوں نے خلق کو ہدایت فرمائی ہے۔ اور لوگوں کو خدا تک پہنچانے کا راستہ بتایا ہے۔ دوسرا طائفہ مجذوبان الٰہی کا ہے۔ جو بحر قدرت میں ڈوبے رہتے ہیں۔ اور حصول ولایت کے دوسروں کو تکمیل نہیں کراتے۔

اہل سلوک دو گروہ ہیں۔ ایک طالبان مقصد اعلیٰ اور مریدان وجہ اللہ یعنی طالبان حق بحکم یریدون وجھہ ہیں اور دوسرے طالبان جنت مریدان آخرت بحکم منکم من یرید الآخرۃ ہیں۔ پھر طالبان حق کے دو طائفے ہیں۔ ایک متصوفہ جنہوں نے صفات نفوس سے خلاصی پائی۔ اور بعض احوال صوفیہ سے متصف ہوئے۔ دوسرے ملامتیہ جو خلق سے اپنی طاعت کو مخفی رکھتے ہیں۔ اور خلق سے برا بھلا سنتے ہیں۔

چونکہ تصوف میں مشائخ کے اقوال آداب کا بیان علیحدہ علیحدہ ہے۔ ہر کسی نے اپنے حال کے موافق یا سائل کے مقام کے مطابق جواب دیا ہے یعنی اگر سائل مبتدی ہے تو اسے ظاہر مذہب پر معاملات کی رو سے جواب دیا ہے اور اگر متوسط تھا تو اسی اصول کی رو سے جواب دیا ہے چونکہ تصوف کا اول علم ہے۔ اور اس کا اوسط عمل ہے اور اس کا آخر خدا کی بخشش ہے پس علم مرید کی مراد کو کھولتا ہے۔ اور عمل توفیق کی طلب پر مدد کرتا ہے اور بخشش درجہ نہایت تک پہنچاتی ہے اس لئے تصوف والے تین طبقے ہیں۔ پہلا مرید جو اپنی مراد کو طلب کرتا ہے۔ دوسرا متوسط جو آخرت کی راہ اختیار کرتا ہے تیسرا منتہی جو اپنے مقصد کو پہنچ گیا ہے پس مرید اپنے وقت کا متوسط اور اپنے حال کا منتہی اور اپنے سانس کا نگہبان ہے چونکہ پاس انفاس ہی سب حال سے افضل ہے اس لئے یوں سمجھنا چاہئے کہ مرید اپنے مراد

کی طلب میں رنجیدہ ہوتا ہے۔ اور متوسط سے منازل آداب کا مطالبہ ہوتا ہے
اور یہ صاحب تلوین ہے کہ ادنیٰ حال سے اعلیٰ حال کی طرف جاتا ہے۔ اور زیادتی میں ہوتا ہے
منتہی جو کمال والوں کے مقامات کی نہایت کو پہنچ گیا ہے تو اسکے احوال کے انتقالات کا سچ
نہیں رہتا۔ وہ تو اول ملامت کے درجے سے گذر گیا اور تمکین کے درجے پر پہنچ گیا نہ اس کا
احوال بدلتا ہے نہ اسے سختیاں کچھ بری معلوم ہوتی ہیں۔ اسی واسطے کہا گیا ہے کہ جناب زلیخا
حضرت یوسف علیہ السلام کی محبت میں تمکین والی تھیں جیسی تو یوسف علیہ السلام
کے دیکھنے سے ان کا یہ حال نہیں ہوا جو حال کہ اور عورتیں تھاں موجود تھیں ان کا ہوا
جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لئے۔ اگرچہ وہ یوسف کی محبت میں ان سے بڑھ کر تھی۔
مرید کا مقام مجاہدہ کرنا۔ ریاضات عبادات سے رنج اٹھانا صبر کے تلخ تلخ گھونٹ پینا
شہوت و لذتوں اور اس چیز سے جس سے نفس کا فائدہ ہے الگ رہنا ہے۔ متوسط کا کام مراد
کی طلب میں سختیاں اٹھانا۔ افعال و اقوال میں سچی رضا۔ کمال کے مقام میں ادب بڑھتا ہے منتہی کا
مقام ہوشیاری تمکین جس جگہ میں حق بلائے وہاں پر حاضر ہونا بخشی و نرمی سہنا اس کو
یکساں ہو ظاہر اسکا مخلوق کے ساتھ ہو باطن اس کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہو۔ یہ سب باتیں پیغمبر
صاحب اور ان کے اصحاب کے اقوال سے منقول ہیں۔ اسی واسطے ان لوگوں کے حق میں حضور علیہ السلام
کا ارشاد ہے علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل۔

یہ ظاہر ہے کہ اس حدیث سے علماء ظاہر مراد نہیں بلکہ اولیاء اللہ مراد ہیں جن کو علم ظاہری
باطنی دونوں حاصل ہیں۔ اس واسطے علماء علوم ظاہری تو ایک فرقہ ہیں خواہ موافق سنت اسلام
ہو یا مخالف سنت اسلام ہوں سب ہی پلڑے جاتے ہیں پس یہ لوگ اس حدیث کے مصداق نہیں
ہو سکتے۔ انہی میں حضرت موسیٰ و ہارون و زکریا و یحییٰ و عیسیٰ علیہم السلام بھی ہوئے ہیں۔ جو
سلسلہ بسلسلہ یکے بعد دیگرے کے قدم بقدم ہوتے آئے ہیں۔ باوجودیکہ زمانہ دراز ہوا لیکن
ان میں سے کسی میں اختلاف عقائد نہیں ہوا برخلاف علماء علوم ظاہری کے کہ ان میں سے ہر ایک
کی تعلیم دوسرے کے مخالف ہے۔ پس ان میں سے ہم کن کو علماء امتی الخ کا مصداق کہہ
سکتے ہیں۔ یہ ظاہر ہے کہ علم ظاہری میں اکثر خطائی الاجتہاد ہے۔ مگر وہ علماء جو علوم ظاہر و باطن
دونوں سے آراستہ و پیراستہ ہیں ان سے خطائی الاجتہاد نہیں ہوتی۔ لہٰذا یہی لوگ
علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کے مصداق ہو سکتے ہیں۔

(از سید حسین علیشاہ قادری)

اولیائے کرام کے عرس

حضرت قبلہ پیر مہر علیشاہ صاحب گولڑہ شریف ۹ و ۱۰ و ۱۱ ربیع الثانی
حضور سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء دہلی ۱۸ ربیع الثانی مطابق ۵ مئی
حضرت شاہ دولہ دریائی صاحب گجرات ۱۹ ،، ،، ،، ۶ ،،

میخانہ محمدؐ کا

(از جناب ایم۔ اے میکش صاحب ارمانی اجمیری)

عجب انداز ہے انداز ترکانہ محمدؐ کا — کہ ہر انداز ہے ناز کریمانہ محمدؐ کا
دوائے درد عصیاں شربت دیدار دیتی ہو — مدینہ طیبہ میں ہے شفا خانہ محمدؐ کا
تمنا ہے کہ ہو یہ کاسۂ دل ساغر الفت — یہ یارب مری آنکھ ہو پیمانہ محمدؐ کا
سنے ہیں سلسبیل و کوثر و تسنیم کے قصے — ہوا ثابت کہ ہے ہر ایک میخانہ محمدؐ کا
جو میکش ہے تو چل سوئے مدینہ شوق ہو میکش — کہ میکش کے لئے کھلتا ہے میخانہ محمدؐ کا

جان بہار

(ایم۔ اے میکش ارمانی اجمیری)

دل میں پنہاں ہے مدت سے ارمان بہار — اس طرف بھی اک نظر اے حسن جانان بہار
قول سچ ہے تو نہ کیا جانے ادرک کا سواد — چشم گلچیں میں خزاں کی شکل ہے شان بہار
پھر دل مردہ میں آکر پھونکدے روح حیات — جوش میں آ جوش میں اے ابر باران بہار
وہ گل گلزار خوبی ہو گیا مجھ سے بہم — ہو گئے سرسبز سارے عہد و پیمان بہار
زاہد مرتاض کی ہے زندگی مثل خزاں — گلشن قسمت ہوا اس کی گویا فقدان بہار
اے خضر کم عمر ساقی کھول اب میکدہ — تاکہ قسمت سے ہوں حمید مستان بہار
رکش گلزار جنت میری آنکھیں کیوں نہ ہو — گلرخوں میں دیکھتی ہیں ہمدم شان بہار
تو نے میکش نام اپنا اس نے میکش رکھا — میکشوں پہ ہر گھڑی نازل ہے فیضان بہار

جذبات لطیف

انجمن میں عشق کا آغاز ہے — رنگ رخ کا مائل پرواز ہے
زندگی کیا ہے فنا کا راز ہے — موت آواز شکست ساز ہے
یاد رکھئے ہر کمال را زوال — آپ کو بے جا غرور و ناز ہے
لن ترانی ہی سمجھے جاتے کوئی — یہ نہایت پیار کی آواز ہے
اسلئے گلشن میں اب جاتے نہیں — جانتے ہیں ہم ہوا ناساز ہے
ہم نے تنہائی کو مونس کر لیا — خیر جب سے آپ کا دمساز ہے
یہ صدا مقتل سے آتی ہے مدام — اور کوئی عاشق جانباز ہے
ہو گیا دنیا کی نظروں میں ذلیل — آپ کی الفت کا یہ اعجاز ہے
بے بلائے ہی چلی آتی لطیف — موت میں قاتل کا سب انداز ہے

حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ

خاص رسالہ سلطان المشائخ

برائے غوث پاک نمبر کیلئے

(از جناب نثار الملک میر آحدی صاحب اجمیر شریف)

جان و دل سے کیوں نہ ہو جاؤں فدائے غوث پاک ۔ ہے لقائے احمد مرسل لقائے غوث پاک
دل کے زخموں کیلئے مرہم دعائے غوث پاک ۔ روح غم دیدہ کی راحت ہے لقائے غوث پاک
ضوفشاں ہے ذرہ ذرہ میں ضیائے غوث پاک ۔ چاند سورج ہیں سواہی نقش پائے غوث پاک
تو دلوں کی آرزو ہے تو نظر کی جستجو ۔ اے ولائے شاہ جیلاں اے لقائے غوث پاک
ہے لب جاں بخش میں اعجاز عیسیٰ کا نہاں ۔ جی اٹھیں مردے اگر سن لیں صدائے غوث پاک
گرمی روز قیامت سے ڈروں تو کیوں ڈروں ، سایہ گستر میرے سر پر ہے ردائے غوث پاک
اور کے جلوؤں کا شیدا بن نہیں سکتا کبھی ، میری آنکھوں میں سمائی ہے ادائے غوث پاک
فہم انسانی سے ہے برتر عظمت و جاہ و وقار ، ہے قیاس و وہم سے بھی دور جائے غوث پاک
سیم و زر کیا مال ہے کیا چیز ہے شان و شکوہ ، بادشاہت کو بھی ٹھکرا دیں گدائے غوث پاک
جب کسی بیکس نے گھبرا کر پکارا آپ کو ، دستگیری کیلئے تشریف لائے غوث پاک
قمبر میرے دیدہ و دل کو یہ حاصل ہے شرف
ایک شیدائے معین ہے اک فدائے غوث پاک

حضور مخدوم پاک شہنشاہ کلیر رضی اللہ عنہ

(از جناب مولانا مولوی سید محمد علی صاحب چشتی کامل دہلوی)

میرے حامی میرے سید المدد ۔ واقف اسرار سرمد المدد
مورد الطاف بے حد المدد ۔ عاشق روئے محمد المدد
میرے صابر رنج سے آزاد کر
تیرے صدقے آ مری امداد کر

بیکسی نے اب ستایا ہے مجھے ۔ خاک میں اس نے ملایا ہے مجھے
در بدر اس نے پھرایا ہے مجھے ۔ رنج کا پتلا بنایا ہے مجھے
میرے صابر رنج سے آزاد کر
تیرے صدقے آ مری امداد کر

بیکسی سے ناک میں دم آگیا ۔ روز غم سہہ سہہ کے جی اکتا گیا
کیا کہوں میں اب تو دل گھبرا گیا ۔ آپ کی امداد کا وقت آگیا
میرے صابر رنج سے آزاد کر
تیرے صدقے آ مری امداد کر

اب ترقی پر ہے مرا درد سر ۔ سوز غم سے جل چکے دل اور جگر
روتے روتے تھک گئی ہے چشم تر ۔ شکل راحت کی نہیں آتی نظر
میرے صابر رنج سے آزاد کر
تیرے صدقے آ مری امداد کر

بے طرح ہوں آفتوں میں مبتلا ۔ ہوگئے ہیں اقربا کالعقربا
ہے اگر تو آپ کا ہے آسرا ۔ دستگیری کیجئے اب میں چلا
میرے صابر رنج سے آزاد کر
تیرے صدقے آ مری امداد کر

کب تلک آخر سہوں رنج و ملال ۔ ہوگئی ہے زندگی اب تو وبال
آہ اب کوئی نہیں پرسان حال ۔ ہوگیا آرام دل خواب و خیال
میرے صابر رنج سے آزاد کر
تیرے صدقے آ مری امداد کر

غم سے میری ایسی حالت ہوگئی ۔ چاہنے والوں کو نفرت ہوگئی ۔
اور دنیا سے محبت ہوگئی ۔ جسم اور جاں میں عداوت ہوگئی
میرے صابر رنج سے آزاد کر
تیرے صدقے آ مری امداد کر

تم سے میری عرض یا سرکار ہے ۔ اب زمانہ درپئے آزار ہے
حال کامل کا ترے اب زار ہے ۔ چار سو سے رنج کی بھرمار ہے
میرے صابر رنج سے آزاد کر
تیرے صدقے آ مری امداد کر

خدا کی خدائی

(از محترمہ سعیدہ بیگم صاحبہ حیدر آبادی)

آسمان پر تارے جگمگاتے ہیں۔ بجلیاں چمکتی ہیں۔ بادل گرجتے ہیں۔ اور ایک خالق کے وجود کی گواہی دیتے ہیں۔ آسمان سے پانی برستا ہے۔ مُردہ زمین زندہ ہوتی ہے۔ جنگل میں منگل کا سماں بندھتا ہے۔ شگوفے کھلتے ہیں۔ خوشبو پھیلتی ہے۔ یہ بھی شہادت ہے واحد وجود خالق کی سورج کی کرنیں زمین پر پڑتی ہیں۔ کچے میوے پکتے ہیں۔ ان پر رنگ اور روغن چڑھتا ہے۔ پھر وہ اور نکھرتے ہیں۔ اس کے بعد پھر رسیلے بنتے ہیں۔ مٹھاس پیدا ہوتی ہے۔ یہ بھی دلیل ہے وجود خالق کی۔ سورج طلوع ہوتا ہے عروج پاتا ہے۔ ڈھلتا ہے۔ رنگا رنگ کے جلوے دکھاتا ہے صبح کی خوش آیند دھوپ سے دنیا کو دلفریبی بخشتا ہے۔ گھڑی بھر دوپہر میں لوگوں کو بے چین کر دیتا ہے۔ شام میں پھر آنکھوں کو نور سرور اور دماغ کو فرحت دیتا ہے۔ یہ بھی ایک برہان ہے خالق کے ہونے کی۔ صبح میں شفق کا جلوہ زیبا نظر آتا ہے۔ شام میں پہلے زردی پھر سرخی اور پھر سیاہی کی دلفریبیاں دل چھین لیتی ہیں۔ دل بے اختیار مان جاتا ہے کہ ایک ہی خالق کا وجود ہونا ہو ضرور ہے۔

یہ سمندر کا جوش۔ یہ پہاڑوں کا سلسلہ۔ یہ دریا کی روانیاں زمینوں کی زرخیزیاں یہ شادابی۔ یہ آبادی یہ زرخیزی کی فراوانی۔ شادابی کی یہ نباتات آبادی کی یہ کثرت۔ پھر اس کثرت میں شان وحدت۔ یہ سب ایک اکیلے خالق کے وجود کے ہی آثار ہیں۔ ان آثار کو جب غور و خوض اور فکر کی عینک لگا کر دیکھا جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ کوئی ایک ہستی فوق الادراک ہے جو یوں اپنے جلووں کا تماشا کر رہی ہے۔ ؎

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار ⁂ ہر ورق دفتریست معرفت کردگار

بچوں کا تعویذ

اگر آپ کا بچہ سوتے وقت ڈر جاتا ہے یا چونک پڑتا ہے تو آپ آج ہی سوا پانچ آنے کے ٹکٹ بھیجکر اللہ والے کا تعویذ طلب کریں۔

اللہ والا دفتر کاتب تقدیر رسالہ سلطان المشائخ سٹریٹ لاہور